برصغیر میں تصنیف شدہ فارسی تذکروں کی ایرانی اشاعتیں

عارف نوشاہی*

برّصغیر (ہندوستان، پاکستان، بنگلادیش) میں فارسی ادب کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو چند موضوعات ایسے ہیں جن پر یہاں خوب لکھا گیا۔ ان میں ایک موضوع "تذکرہ" ہے۔ معاشرے کے مختلف طبقات - صوفیہ، علما، شعرا، امرا، خطاطین، خواتین - کے حالات پر جس قدر کتابیں برّصغیر میں لکھی گئی ہیں، فارسی زبان کے زیر اثر دیگر خِطوں (ایران، افغانستان، وسطی ایشیا، سلطنت عثمانیہ) میں نہیں لکھی گئیں۔ یہ بذات خود ایک دل چسپ حقیقت ہے کہ ایک ایسا خطہ - برّصغیر - جس کے شمالی سرحدی علاقوں کو چھوڑ کر، باقی علاقوں میں فارسی کبھی دیسی یا مادری زبانوں میں شامل نہیں رہی، وہاں بعض ریاستوں میں اسلامی عمل داری قائم ہوتے ہی یہ زبان اس طرح پھلی پھولی کہ نہ صرف یہاں کی علمی زبان بن گئی بلکہ فضیلت کا نشان بھی ٹھہری۔ برّصغیر کے مسلمان حکمرانوں کی علمی سرپرستی کا شہرہ سن کر ایران اور ماوراءالنہر (وسطی ایشیا، توران) کے علما، فضلا، شعرا اور اہل ہنر یہاں آکر اپنی تصانیف لکھنے لگے اور فرمانرواوں اور امرا کو پیش کر کے ان سے صلہ پانے لگے۔ یہ روایت فارسی شعرا کے دستیاب پہلے تذکرے سے ہی شروع ہو جاتی ہے جب بخارا سے سدیدالدین محمد عوفی ہندوستان آتا ہے اور ۶۲۵ھ/۱۲۲۸ء میں ناصرالدین قباچہ کے مستقر اوچ (پنجاب پاکستان) میں بیٹھ کر لباب الالباب لکھتا ہے اور اسے قباچہ کے وزیر عین الملک فخرالدین الحسین بن شرف الدین رضی الدین ابی بکر اشعری کے نام معنون کرتا ہے۔ ساتویں ہجری سے شروع ہونے والی تذکرہ نگاری کی اس روایت کا ایک تاب ناک ماضی ہے اور یہ روایت اب تک چلی آرہی ہے۔ اس کا تازہ ترین نمونہ ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ (۱۹۱۹۔۲۰۱۱ء) کا تکملۃ التکملہ (مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۲۰۰۷ء و اسلام آباد ۲۰۰۸ء) ہے جو فارسی شعرا کے تذکرے فارسی زبان میں لکھنے کی مقامی روایت کی یاد دلاتا ہے۔

جہاں تک مجھے علم ہے صوفیہ کے فارسی تذکروں کا ذکر ہمیں کثیرالموضوعاتی کتابیاتی جائزوں میں تو ملتا ہے[1] لیکن ان کے بارے میں الگ سے ویسے تنقیدی، وضاحتی جائزے مرتّب یا شائع نہیں ہوئے، جیسے شعرا کے تذکروں سے متعلق ہوئے ہیں۔ شعرا کے تذکروں پر چند مستقل بالذات تحقیقی اور تنقیدی کتابیں یہ ہیں:

* ادارۂ معارف نوشاہیہ، اسلام آباد۔ پاکستان

۱۔ اولیّت ایک پاکستانی محقق ڈاکٹر سید علی رضا نقوی (۱۹۳۳-۲۰۱۷ء) کو حاصل ہے جنھوں نے کتاب تذکرہ نویسی فارسی در ہند و پاکستان لکھی اور یہ مؤسسہ مطبوعات علمی، تہران نے ۱۳۴۳ش/ ۱۹۶۴ء میں شائع کی۔ اس میں برّصغیر پاک و ہند میں تصنیف ہونے والے شعرا کے فارسی تذکروں کا تاریخ وار جائزہ لیا گیا ہے۔

۲۔ ایرانی محقق احمد گلچین معانی (۱۹۱۶-۲۰۰۰ء) کی تصنیف تاریخ تذکرہ ہای فارسی نام سے دانشگاہ تہران نے پہلی بار ۱۳۴۸-۵۰ش /۱۹۶۹-۷۱ء میں دو جلدوں میں شائع کی۔ اس میں جغرافیائی قید سے ماوراء، فارسی زبان میں لکھے گئے شعرا کے تذکروں کا مفصل تنقیدی جائزہ الفبائی ترتیب سے لیا گیا ہے۔ اس میں برّصغیر میں تصنیف ہونے والے تذکرے بھی شامل ہیں اور نہ صرف ان کے مواد اور مندرجات کے حسن و قبح پر بڑی عالمانہ رائے دی ہے بلکہ ان کی طباعتوں کے علمی معیار پر بھی خوب کھل کر تبصرہ کیا گیا ہے۔

۳۔ محمد ابصار احمد نے تعارف تذکرہ ہای شعرای فارسی نوشتہ در ہند از آغاز تا دورۂ محمد شاہ بادشاہ دہلی عنوان سے سندی مقالہ برائے ایم فل ڈاکٹر نصیر احمد صدیقی کی راہ نمائی میں لکھا اور ۱۹۹۴ء میں شعبۂ فارسی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کو پیش کیا۔[۲] اس کے باب اول میں معروف تذکرے، باب دوم میں نودریافت تذکرے، ضمیمۂ اول میں گلدستے اور ضمیمۂ دوم میں انتخابات کا ذکر کیا ہے۔ جائزہ نگار نے کئی ایسے تذکرے بھی اپنے سندی مقالے میں شامل کر لیے ہیں جو "نوشتہ در ہند" نہیں ہیں، جیسے ملک شاہ حسین غیاث سیستانی کا خیر البیان (ص ۵۳)؛ میرزا محمد طاہر نصرآبادی کا تذکرہ نصر آبادی (ص ۶۸)۔ اسی طرح کتاب کے باب دوم میں جن تین نودریافت تذکروں کا ذکر کیا گیا ہے (مذکر الاحباب، ترجمہ مجالس النفایس از نامعلوم، چارباغ، ص ۱۰۳-۱۰۵) وہ بھی "نوشتہ در ہند" نہیں ہیں۔

۴۔ تذکرہ نویسی درزبان فارسی مرتّبہ ڈاکٹر آزرمیدخت صفوی (مطبوعہ علی گڑھ، ۲۰۱۲ء)، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں منعقدہ ایک بین الاقوامی سمینار میں پیش کیے گئے مقالات کا دو جلدی مجموعہ ہے۔ اس میں صوفیہ اور شعرا کے تذکروں پر مختلف مقالہ نگاروں کے انفرادی مقالے ہیں۔

۵۔ ایک اور کتاب آزاد بلگرامی: تذکرہ نویسی فارسی در ہند تالیف ذوالفقار علی انصاری (مطبوعہ دہلی، ۲۰۱۸ء) اگرچہ آزاد بلگرامی سے متعلق ہے لیکن اس میں اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں ہندوستان میں فارسی تذکرہ نویسی پر بھی بحث کی گئی ہے۔

۶۔ ڈاکٹر محمد انصار اللہ کی کتاب شعرایے اردو کے اوّلین تذکرے (مطبوعہ علی گڑھ، ۱۹۷۸ء) میں اردو گو شعرا

کے ایسے تذکرے زیر بحث آئے ہیں جو فارسی میں لکھے گئے۔

۷۔ قاضی عبدالودود (م: ۱۹۸۴ء) کے مضامین کے مجموعے شعرا کے تذکرے، (مطبوعہ خدا بخش لائبریری پٹنہ، ۱۹۹۵ء) میں بھی چند فارسی تذکروں پر بحث کی گئی ہے۔

۸۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری کی کتاب اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری (مطبوعہ انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی ۱۹۹۸ء)، اگرچہ بنیادی طور پر اردو شعرا کے تذکروں کے تنقیدی جائزے پر مشتمل ہے لیکن اس میں فارسی زبان میں لکھے گئے اردو شعرا کے تذکرے بھی شامل ہیں۔

۹- حنیف نقوی کی کتاب شعرایے اردو کے تذکرے نکات الشعرا سے گلشن بے خار تک، (مطبوعہ اتر پردیش اردو اکادمی لکھنو، ۱۹۹۸ء) میں فارسی میں لکھے گئے اردو شعرا پر بھی بحث شامل ہے۔

برّصغیر میں شعرا کے تذکروں کی تصنیف کے ساتھ ساتھ ان کی طباعت و اشاعت کا اہتمام بھی ہوا ہے۔ ابتدائی دور میں کچھ تذکرے علمی تدوین کے بغیر شائع ہوتے رہے، لیکن آہستہ آہستہ علمی ترتیب و تدوین کے ساتھ اشاعت بھی شروع ہو گئی۔ ایران کی قومی زبان فارسی ہے اور وہاں فارسی ادب سے دل چسپی، توجہ اور سرپرستی ایک طبعی امر بلکہ ملکی پالیسی ہے۔ اہل ایران کی دل چسپی کے وسیع دائرے میں برّصغیر میں تخلیق ہونے والا فارسی ادب اور بالتبع فارسی شعرا کے تذکرے بھی شامل ہیں۔ اس لیے وہاں برّصغیر میں تصنیف ہونے والے تذکروں سے اعتنا کا ایک خاص رجحان پایا جاتا ہے۔ ایران میں نہ صرف برّصغیر میں پہلی بار طبع ہونے والے تذکرے از سر نو تدوین ہو کر دوبارہ طبع ہوئے، بلکہ کچھ تذکرے برّصغیر سے پہلے وہاں شائع ہوئے۔

راقم السطور فارسی ادب کا طالب علم ہے اور مجھے ایران میں شائع ہونے والے برّصغیر کے فارسی متون سے، خواہ وہ کسی موضوع سے متعلق ہوں، دل چسپی رہتی ہے۔ ان میں ایک بڑی تعداد برّصغیر میں تصنیف شدہ فارسی تذکروں کی ہے۔ میں نے اپنی ذاتی دل چسپی کی بنا پر اکثر یہ تذکرے حاصل کر رکھے ہیں یا میرے دیکھے ہوئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں برّصغیر کے وہ محققین، اساتذہ اور طلبہ، جو ایران میں اشاعتی سرگرمیوں سے چنداں واقف نہیں ہیں، ان کے علم میں یہ بات لائی جائے کہ ایران میں اب تک ہمارے کون کون سے تذکرے شائع ہو چکے ہیں۔

میں نے اس مضمون میں شعرا کے ایسے فارسی تذکروں کو موضوع بنایا ہے جو:

(الف) برّصغیر کے مقامی اور ہندی الاصل مصنفین کی تصنیف ہیں۔

(ب) غیر ہندی (ایرانی، ماوراءالنہری) مصنفوں نے برّصغیر میں رہ کر تصنیف کیے یا کچھ حصہ یہاں تصنیف کیا اور واپس اپنے وطن چلے گئے اور وہاں تکمیل کی یا اپنے وطن سے تصنیف کر کے لائے اور برصغیر کے کسی حاکم یا امیر کو پیش کیے۔

ایران میں برّصغیر کے تذکروں کی اشاعت پہلوی دورِ حکومت (۱۹۲۵-۱۹۷۹ء) میں شروع ہو چکی تھی۔ شبلی نعمانی کی شعر العجم اگرچہ اردو زبان میں ہے اور تذکرے سے زیادہ فارسی شاعری کی تاریخ و تنقید ہے، اس کی چوتھی جلد کا فارسی ترجمہ تہران سے ۱۳۱۴ش/۱۹۳۵ء میں چھپ گیا تھا۔ چوتھی جلد کے ترجمے کی اشاعت کو مترجم نے کسی وجہ سے پہلی جلدوں کے ترجمے پر مقدّم رکھا۔ باقی جلدیں بھی ۱۳۱۸ش/۱۹۳۹ء تا ۱۳۳۶ش/۱۹۵۷ء چھپ گئی تھیں۔ اگر ہم اصلاً فارسی تذکروں کی بات کریں تو ایران سے شائع ہونے والے برّصغیر کے مصنفین کے اولین تذکرے کشمیر سے متعلق ہیں۔ پہلا تذکرہ ایران صغیر یا تذکرہ شعرای پارسی زبان کشمیر تصنیف خواجہ عبدالحمید عرفانی (۱۹۰۷-۱۹۹۰ء) ہے۔ اس کتاب کی جو اشاعت راقم کے پیشِ نظر ہے وہ کتابفروشی ابن سینا، تہران کی ہے اور اس پر طبع دوم بہمن ماہ ۱۳۳۵ش (مطابق فروری ۱۹۵۷ء) لکھا ہوا ہے۔ اس تذکرے کی ایرانی طبع اول راقم کی نظر سے نہیں گذری اور نہ ہی ایرانی فہرستوں میں اس کا ذکر آیا ہے۔[۳] کشمیر کے شعرا کا دوسرا تذکرہ برگزیدۂ از پارسی سرایان کشمیر تصنیف گردھاری لال ٹیکو ہے جو انجمن ایران و ہند، تہران نے ۱۳۴۲ش/۱۹۶۳ء میں شائع کیا۔ ایران میں برّصغیر کے مصنفین کی تصانیف بالخصوص تذکروں کی اشاعت کا غالب رجحان اسلامی انقلاب (۱۹۷۹ء) کے بعد دیکھنے میں آیا۔ حال ہی میں ایران سے ایک کتابیاتی جائزہ شائع ہوا ہے: کتاب شناسی متون چاپ شدہ در ایران (از سال ۱۲۳۳ قمری تا ۱۳۹۰ شمسی)، جلد اول: کتاب ہای فارسی، بہ کوشش محمود طیّار مراغی و سید سعید میر محمد صادق، ناشر: میراث مکتوب و سازمان اسناد و کتابخانہ ملی جمہوری اسلامی ایران، تہران، ۱۳۹۸ش، اس کتاب میں ۱۸۱۸ء تا ۲۰۱۱ء ایران میں شائع ہونے والے متون (texts) کی فہرست درج ہوئی ہے اور اس سے ہمارے موقف کی تائید ہوتی ہے۔

اس مضمون میں شعرا کے تذکروں کا مفصل تعارف یا ان پر تنقید و تبصرہ مقصود نہیں ہے۔ اس کے لیے ڈاکٹر نقوی اور گلچین معانی کی کتابوں سے رجوع کیا جائے۔ اس مضمون کے ذریعے ہم اپنے قارئین، بالخصوص فارسی ادب کے اساتذہ اور طالب علموں کے علم میں یہ بات لانا چاہتے ہیں کہ ایران میں ہمارے تذکروں کی اشاعت کے سلسلے میں اب تک کیا کام ہوا ہے۔ ہمارا یہ مضمون، سال ۱۹۳۵ء اور ۲۰۲۱ء کے درمیانی عرصے میں شائع ہونے والے تذکروں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے اکثر ایرانی اشاعتیں راقم السطور دیکھ چکا ہے اور میری ان کے بارے میں کچھ ذاتی

راے بھی ہے جس کا اظہار متعلقہ مقام پر کر دیا گیا ہے۔ بعض تذکروں پر میرے مفصل تنقیدی تبصرے الگ شائع ہو چکے ہیں۔(۴) یہاں چند مجموعی تاثرات لکھے جاتے ہیں:

۱۔ بعض ایرانی اشاعتیں، برّصغیر کی اشاعتوں کا محض چربہ ہیں اور ان کی تدوین میں کوئی خاص نئی بات اور محنت دکھائی نہیں دیتی۔ بنیاد وہی ہند و پاکستان کی اشاعتیں ہیں اور کسی نئے قلمی نسخے سے استفادہ نہیں کیا گیا۔ برّصغیر کی اشاعتوں کو از سر نو ٹائپ کر کے اور اشاریوں کا اضافہ کر کے شائع کر دیا گیا ہے۔ ایسی اشاعتوں کے لیے ایرانی مرتّبین نے عام طور پر یہ جواز پیش کیا ہے کہ انھیں برّصغیر کی اشاعت میں چند غلطیاں نظر آئیں جن کی اصلاح انھوں نے کر دی ہے (مثلاً: یوسف بیگ باباپور، آیینہ حیرت، مقدمہ، ص۹؛ علی رضا قزوہ، مقالات الشعرا، مقدمہ، بیست و چہار)۔ دل چسپ امر یہ ہے کہ برّصغیر کی اشاعت کی غلطیاں درست کرتے کرتے خود ایرانی اشاعت میں اپنی غلطیاں در آئی ہیں۔ اس نوعیت کی چربہ اشاعتوں میں کسی ایرانی مرتّب نے یہ اخلاقی جرأت نہیں دکھائی کہ وہ سرورق پر لکھے کہ یہ برّصغیر کے فلاں مصحح کی اشاعت پر مبنی ہے۔ بلکہ وہ اسے اپنی کوشش کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ سرو آزاد کی ایک ایرانی اشاعت ایسی بھی ہے جو مکمل طور پر لاہوری اشاعت پر مبنی ہے لیکن مرتّب نے اس کا اظہار نہیں کیا۔

۲ ایرانی مرتّبین عام طور پر برّصغیر کے تاریخی، جغرافیائی اعلام و اسماء اور بعض مقامی اصطلاحوں سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ٹائپ یا قرائت میں غلطیوں کے مرتکب بھی ہوئے ہیں۔ جیسے انیس الاحبا میں سیتل داس کو ستیل داس اور سرب سنگھ کو سرپ سنگھ لکھا گیا ہے۔ آفتاب عالمتاب میں ایسی اغلاط بکثرت ہیں۔ جن کی نشان دہی میں نے اپنے جداگانہ تبصراتی مقالے میں کی ہے۔

۳۔ اگر کسی ایرانی نے برّصغیر میں پہلے سے شائع شدہ تذکرے کو از سر نو مرتّب کیا ہے تو اس تذکرے کے ایران میں دستیاب قلمی نسخوں سے ہی مدد لی ہے اور برّصغیر میں موجود نسخوں کو استعمال نہیں کیا یا ان تک پہنچ نہیں پایا جیسے میر ہاشم محدث کا مرتّبہ سرو آزاد۔

۴۔ بعض تذکروں کی مثالی تدوین بھی ہوئی ہے جیسے احمد گلچین معانی کا مرتّبہ تذکرۂ میخانہ، سعید شفیعیون کا مرتّبہ نفائس المآثر اور ہومن یوسفدہی کا مرتّبہ خزانہ عامرہ۔ ان میں تعلیقات کا شان دار اہتمام ہوا ہے۔

۵۔ بعض تذکرے اہل ہند و پاکستان نے مرتّب کیے اور برّصغیر کی بجاے ایران سے پہلی بار شائع ہوئے ہیں جیسے اختر مہدی رضوی کا مرتّبہ خازن الشعرا اور زین العبا اور کلیم اصغر کا مرتّبہ سفینہ خوشگو (دفتر اول و دوم)۔

۶۔ بعض تذکروں کی خوش بختی رہی کہ انھیں کئی ایرانی مرتّبین نے الگ الگ مرتّب کیا اور ہر مرتّب کی جداگانہ اشاعت ہے۔ جیسے خزانہ عامرہ کی تین مختلف اشاعتیں، سرو آزاد، ریاض الشعرا اور ہفت اقلیم کی دو دو مختلف اشاعتیں۔

ذیل میں جو فہرست پیش کی گئی ہے اس کی ترتیب وتدوین کے بارے میں یہ بتادینا مناسب ہے:

الف: یہ فہرست، تذکروں کے ناموں کی الفبائی ترتیب سے مرتّب ہوئی ہے۔ اگر لفظ "تذکرہ" کتاب کے نام کا حصہ نہیں ہے (جیسے تذکرۂ بی نظیر) تو اسے الفبائی ترتیب میں نظرانداز کیا گیا ہے۔ پہلے ہر تذکرے کا عنوان اور مصنف کا نام جلی حروف میں لکھا گیا ہے۔ اس کے نیچے اس کی اشاعت کے کوائف ہیں۔ اگر کسی تذکرے کی ایک سے زیادہ اشاعتیں ہیں تو زمانی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اشاعتوں کے کوائف درج کرتے ہوئے تذکرے اور مصنف کا نام ویسا لکھا گیا ہے جیسا اس اشاعت کے سرورق پر چھپا ہے۔

ب: جس کتاب کے نام پر ایک پھول * کی علامت ہے، وہ راقم السطور کے ذاتی ذخیرۂ کتب میں موجود ہے اور اس سے براہ راست معلومات اخذ کی گئی ہیں۔ جس کتاب کے نام پر دو پھول * * کی علامت ہے اس کی پی ڈی ایف راقم کے پاس موجود ہے اور اسے دیکھ کر اطلاعات لی گئی ہیں۔ جن کتب کے نام پر ایسی کوئی علامت نہیں ہے ان کے بارے میں ایران سے میرے فاضل دوستوں محمد خشکاب (شاہرود) اور سید وحید سمنانی (تہران) نے، جو خود چند تذکروں کے مرتّب بھی ہیں، معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ اس کے لیے ان کا ممنون ہوں۔ نیز مختلف ویب سائٹوں سے بھی مدد لی گئی ہے۔

ج: ایرانی ناشرین بالعموم کتابوں پر تاریخ طباعت ہجری شمسی تقویم کے مطابق لکھتے ہیں۔ بعض ناشرین شمسی تقویم کے ساتھ عیسوی سال بھی لکھ دیتے ہیں۔ ہم نے کتابوں کے ذکر میں ہجری شمسی (علامت: ش) تاریخ کو اپناتے ہوئے، اس کی عیسوی سال کے ساتھ مطابقت کردی ہے جو بعض موقعوں میں تقریبی ہوسکتی ہے کیونکہ ایک شمسی سال میں دو عیسوی سال پڑتے ہیں۔ جن کتب پر خود ایرانی ناشرین نے عیسوی تاریخ چھاپی ہے وہ تاریخ وہاں سے لی گئی ہے۔ سنین کی یہ مطابقت محض برّصغیر کے قارئین کی سہولت کے لیے ہے۔ استناد شمسی تاریخ کو حاصل ہے۔

د: اس فہرست میں کچھ ایسی کتابوں کو بھی شامل کیا گیا ہے جو مستقل بالذات تذکرۂ شعرا کے زمرے میں نہیں آتیں، تاہم ان کا ایک حصہ شعرا کے حالات اور کلام کے نمونے پر مشتمل ہے۔ جیسے مآثر رحیمی اور منتخب التواریخ۔

شعرا کے تذکرے

آفتاب عالمتاب، قاضی محمد صادق خان اختر

تذکرہ آفتاب عالمتاب*، قاضی محمد صادق خان اختر ہوگلی، جلد ا (باب الالف۔ باب الشین) تصحیح مرضیہ بیگ وردی؛ جلد ۲ (باب الصاد. باب الیا) تصحیح مریم برزگر، زیر نظر یوسف بیگ بابا پور، ناشر: سفیر اردہال، تہران، ۱۳۹۳ش/۲۰۱۴ء، ۲ جلد۔ اس تذکرے کا ایک قلمی نسخہ خاندان صفویہ، شمس آباد، ہندوستان کے پاس ہے۔ اس کا عکس رایزنی فرہنگی ایران، نئی دہلی نے ۲۰۱۲ء میں شائع کیا تھا۔ موجودہ ایرانی اشاعت اسی نسخے کی ٹایپ شدہ صورت ہے۔ یہ اغلاط سے پُر اور اشاریوں سے خالی ہے۔[۵]

آیینۂ حیرت، احمد حسین سحر کاکوروی

یہ دو مختلف مجموعوں میں شامل ہو کر شائع ہوا ہے:

۱۔ دو تذکرہ فارسی از میراث شبہ قارہ: تذکرۂ آیینۂ حیرت، منشی احمد حسین کاکوروی، و تذکرۃ الشعرای جہانگیر**، جہانگیر بادشاہ، بہ کوشش یوسف بیگ باباپور و مسعود غلامیہ، ناشر: مجمع ذخائر اسلامی، قم، ۱۳۹۱ش/۲۰۱۳ء۔ آیینہ حیرت کی یہ اشاعت بھی ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی کے مرتّبہ اور مطبوعہ خدا بخش لائبریری، پٹنہ ۱۹۹۶ء پر مبنی ہے۔ ایرانی مرتّبین کا کہنا ہے: "اغلاطی چند در متن آن مشاہدہ می شود کہ ما دراین ویرایش سعی در رفع آن اغلاط و ارائہ متنی درست در حد توان خود بودہ ایم۔" (ص۱۰)۔ یعنی ڈاکٹر نعمانی کے ایڈیشن میں چند غلطیاں پائی گئیں جنھیں موجودہ اشاعت میں دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ایک درست متن پیش کیا جاسکے۔ یہ اشاعت تعلیقات اور اشاریوں کے بغیر ہے۔

۲۔ تذکرۂ زنان شاعرہ در ایران وہند: جواہر العجایب از محمد فخری ہروی ہمراہ آیینۂ حیرت از منشی احمد حسین سحر کاکوروی**، با مقدمہ و تصحیح مینا آقازادہ و زہرا ابراہیم او غلی خیاوی، زیر نظر یوسف بیگ باباپور، ناشر: سفیر اردہال، تہران، ۱۳۹۲ش/۲۰۱۳ء۔ یہ اشاعت بھی ڈاکٹر نعمانی کے مرتّبہ اور مطبوعہ پٹنہ ۱۹۹۶ء پر مبنی ہے۔ کسی قسم کا کوئی اشاریہ یا تعلیقات نہیں ہیں۔ اس میں آیینہ حیرت کا متن اور مرتبین مقدمہ بالکل وہی ہے جو اس سے پیشتر قم، ۱۳۹۱ش اشاعت میں ہے۔ لیکن اس اشاعت میں یوسف بیگ باباپور اور مسعود غلامیہ کے نام کی جگہ مرتبین کا نام مینا آقازادہ و زہرا ابراہیم او غلی خیاوی لکھا ہے۔

اختر تابان، ابوالقاسم محتشم شروانی بھوپالی

اختر تابان*، ابوالقاسم محتشم شروانی بھوپالی، مقدمہ، تصحیح و تعلیقات محمد خشکاب، ناشر: سفیر اردہال، تہران، ۱۳۹۳ش/۲۰۱۴ء، یہ مطبع شاہجہانی بھوپال، ۱۲۹۹ھ اشاعت پر مبنی ہے۔ ضمیمے میں محتشم کے ایک دوسرے تذکرے ماہ درخشان سے بھی کچھ شاعرات کے حالات شامل ہیں۔ مرتّب نے تعلیقات اور اشاریے کا اہتمام کیا ہے۔

انیس الاحبا، موہن لال انیس لکھنوی

تذکرۂ انیس الاحبا*، موہن لعل انیس (انیس لکھنوی)، تصحیح و تعلیقات مروارید رفوگران، ناشر: سفیر اردہال، تہران، ۱۳۹۲ش/۲۰۱۳ء، اس اشاعت میں کتابخانہ مجلس تہران (شمارہ ۸۹۳) کا ایک نسخہ اور برٹش میوزیم کے دو نسخے (Add.16807;Or.227) استعمال ہوئے ہیں۔ انوار احمد نے انیس الاحبا کا جو ایڈیشن خدا بخش لائبریری پٹنہ سے ۱۹۹۶ اور ۱۹۹۹ء میں شائع کروایا تھا وہ بھی ایرانی مرتّب کے پیش نظر ہے۔ مختصر تعلیقات اور اشاریے ہیں۔ بعض مقامات پر مرتّب کو متن پڑھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ اہمال کی جگہ اجمال ہونا چاہیے (ص ۲۰۱) مرتّب نے اسے حاشیے میں رکھا ہے۔ نبیسہ کو نبسہ لکھا ہے (ص ۲۰۱)۔ منتظم گردانید کو منظم گردانید لکھا ہے (ص ۲۹۰)۔ غلام حیدر خان گداز کے حالات میں "پند داد وبند بر پای ناز نینش نہاد (ص ۲۹۱) میں پند داد کی جگہ بہ بند داد ہونا چاہیے۔ دیوان ذوقیہ کو دیوان دوقبہ (۴۰۶؛۶۲۶)؛ غنیمت کنجاہی کو غنیمت کنخاہی (۳۰۵؛ ۶۲۲)۔ بندر سورت کو صورت لکھا ہے (ص ۳۰۵) اور مقامات کا اشاریے میں سورت کے تحت یہ صفحہ درج نہیں ہوا۔ بھگوان داس بسمل کے حالات میں "مثنوی بیست ودویم" مسمی بہ مظہر الانوار (ص ۴۰۵) عبارت میں بیست و دویم زائد ہے۔ سیتل داس مختار کو ہر جگہ ستیل داس مختار لکھا ہے (۳۶۰، ۶۲۲)۔ ایک جگہ سکار کو درست مان کر متن میں رکھا ہے اور اس کا درست بدل 'سرکار' حاشیے میں درج کیا ہے (ص ۳۶۰)۔ اسی طرح نظام خان دہلوی کا تخلص معجز ہے لیکن مرتّب نے متن میں معجبر رکھا ہے اور حاشیے میں قیاس ظاہر کیا ہے کہ معجز ہو سکتا ہے (ص ۳۲۹)۔

ایران صغیر یا تذکرہ شعرای پارسی زبان کشمیر، خواجہ عبدالحمید عرفانی

ایران صغیر یا تذکرہ شعرای پارسی زبان کشمیر**، خواجہ عبدالحمید عرفانی، با مقدمہ بقلم دکتر رضازادہ شفق و ناظر زادہ کرمانی، ناشر: کتابفروشی ابن سینا، تہران، طبع دوم بہمن ماہ ۱۳۳۵ش/فروری ۱۹۵۷ء، کشمیر کے اہم مسلمان اور ہندو (پنڈت) فارسی شعرا کا تاریخی ترتیب سے (از غنی تا عبدالوہاب پارسی) تذکرہ ہے۔ ابتدا میں کشمیر کے حوالے سے کئی مقدمے ہیں۔

باغ معانی، نقش علی

تذکرہ باغ معانی، نقش علی، تصحیح میر ہاشم محدث و یوسف بیگ باباپور، ناشر: منشور سمیر، تہران، ۱۳۹۴ش/۲۰۱۵ء، یہ عابد رضا بیدار کے مرتّبہ، مطبوعہ پٹنہ، ۱۹۷۷ و ۱۹۹۲ء پر مبنی ہے۔ایرانی اشاعت تعلیقات کے بغیر ہے اور محض چند اشاریے ہیں۔

برگزیدۂ از پارسی سرایان کشمیر، گردہاری لال ٹیکو

برگزیدۂ از پارسی سرایان کشمیر**، گردہاری لال (لعل) تیکو، انجمن ایران و ہند، تہران، ۱۳۴۲ش/۱۹۶۳ء، اس میں کشمیر کے ۱۹ شاعروں کا تذکرہ اور نمونہ کلام ہے۔ایرانی استاد ڈاکٹر محمد معین نے اس پر تقریظ لکھی ہے۔

بہارستان سخن، میر عبدالرزاق صمصام الدولہ شاہنواز خان

بہارستان سخن*، میر عبدالرزاق صمصام الدولہ مخاطب بہ شاہنواز خان، بہ تصحیح و تعلیق عبدالمحمد آیتی و حکیمہ دستر نجی، ناشر: انجمن آثار و مفاخر فرہنگی، تہران، ۱۳۸۸ش/۲۰۱۰ء، ایرانی مرتّبین نے اس تذکرے کے مدراس میں ایک نسخے (شمارہ ۵۲۸) اور آصفیہ کے تین قلمی نسخوں (شمارہ ۱۲۱، ۱۹۳، ۱۷) اور مطبوعہ بہ اہتمام میر عبدالوہاب بخاری، مدراس ۱۹۵۸ء کا ذکر کیا ہے۔ مدراس اشاعت کے بارے میں گلچین معانی نے جو رائے دی ہے وہی اس تذکرے کی دوبارہ ایرانی اشاعت کا باعث بنی۔ گلچین معانی نے لکھا ہے: "مشحون از اغلاط چاپی است بہ طوری کہ قابل استفادہ نیست۔ولی اگر بعداً بہ طبع صحیحی برسد بد تذکرہ ای نخواہد بود۔" (ج۱، ص۱۲۸) یعنی یہ غلطیوں سے بھرا پڑا ہے، ایسا کہ قابل استفادہ نہیں ہے۔ لیکن اگر بعد میں اس کی تصحیح شدہ اشاعت ہو جائے تو بُرا تذکرہ نہیں ہو گا۔ایرانی مرتّبین نے تعلیقات، فرہنگ نامہ اور اشاریوں کا اہتمام کیا ہے۔

پارسی گویان ہند و سند، ہرومل سدارنگانی

پارسی گویان ہند و سند*، ہرومل سدارنگانی، ناشر: بنیاد فرہنگ ایران، تہران، ۱۳۵۵ش/ ۱۹۷۶ء مصنف اس سے پہلے بمبئی یونیورسٹی سے اپنا تھیسز Persian Poets of Sindh عنوان سے لکھ چکے تھے جو کراچی، ۱۹۵۷ء سے شائع ہوا۔ ۱۳۳۵ ش/۱۹۵۶ء میں مصنف نے دانشگاہ تہران سے فارسی ڈاکٹریٹ کے لیے جو مقالہ لکھا اس کا نام "مختصری در تاریخ شعر فارسی در ایران و ہند و سند" رکھا جو بعد میں "پارسی گویان ہند و سند" نام سے شائع ہوا۔

تحفة الفصحا، چندربھان برہمن لاہوری

تحفة الفصحا*، چندربھان برہمن لاہوری، مقدمہ، تصحیح و تعلیقات عارف نوشاہی، ناشر: سفیر اردہال، تہران، ۱۳۹۸ش/۲۰۲۰ء، یہ اکبر، جہانگیر اور شاہ جہان دور کے چند شعرا کا مختصر تذکرہ ہے۔ یہ اس کی پہلی اشاعت ہے۔ نسخے کی بنیاد نیشنل آرکائیوز آف پاکستان، اسلام آباد کے ذخیرۂ مفتی کا منحصر بفرد نسخہ (شمارہ: ادب ۱۶) ہے۔ مفصل مقدمہ، تعلیقات اور اشاریے موجود ہیں۔

تذکرۂ بی نظیر، سید عبدالوہاب افتخار دولت آبادی

تذکرۂ بی نظیر*، سید عبدالوہاب افتخار بخاری دولت آبادی، تحقیق و تصحیح امید سروری، ناشر: کتابخانہ، موزہ و مرکز اسناد مجلس شورای اسلامی، تہران، ۱۳۹۰ش/۲۰۱۱ء۔ یہ سید منظور علی کے مرتّبہ، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۴۰ء اور کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن، شمارہ ۸۶۸۸ کے قلمی نسخے پر مبنی ہے۔ تعلیقات کا اہتمام نہیں ہے۔ متعدد اشاریے لگائے گئے ہیں۔

تذکرة الشعرا، نورالدین جہانگیر بادشاہ

یہ ایک مجموعے میں شامل ہے:

دو تذکرہ فارسی از میراث شبہ قارہ: تذکرۂ آیینۂ حیرت، منشی احمد حسین کاکوروی، و تذکرة الشعرای جہانگیر**، جہانگیر بادشاہ، بہ کوشش یوسف بیگ باباپور و مسعود غلامیہ، ناشر: مجمع ذخائر اسلامی، قم، ۱۳۹۱ش/۲۰۱۳ء، یہ عبدالغنی میرزایف کے مرتّبہ، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء پر مبنی ہے۔ ایرانی مرتّبین کا کہنا ہے: "با ویرایش صحیح و اصلاح برخی اغلاط مطبعی چاپ پاکستان از روی ہمان چاپ منتشر می شود۔ تنہا تغییراتی کہ در ارائہ این متن صورت گرفتہ الفبایی نمودن عناوین شاعران و درج شمارۂ ترتیب برای ہر کدام است۔" (ص ۴۷۔۴۸) یعنی یہ پاکستانی اشاعت پر مبنی ہے اور اُس اشاعت میں مطبع کی بعض غلطیوں کی اصلاح کی گئی ہے۔ ایک تبدیلی یہ کی گئی ہے کہ شعرا کے ناموں کی ترتیب جو الفبائی نہیں تھی، الفبائی کر دی گئی ہے اور ان پر نمبر لگا دیا گیا ہے۔ امر واقع یہ ہے کہ اس ایرانی اشاعت کی اپنی "اغلاط مطبعی" ہیں، جیسے حکیم میراز (ص ۵۶ بجائے حکیم میرزا)، خوان احساس (ص ۵۸ بجائے خوان احسان)، اوقات بہ رفاہیت می گذارنید (ص ۶۱ بجائے گذرانید)، ہندال میراز (ص ۶۳ بجائے ہندال میرزا)، شکیبی اصفانی (ص ۶۷ بجائے اصفہانی)۔

تذکرۃ المعاصرین، محمد علی حزین لاہیجی

۱۔ بہ کوشش محمد باقر الفت اصفہانی، اصفہان، ۱۳۳۴ش/۱۹۵۵ء

۲۔ تذکرۃ المعاصرین*، مقدمہ، تصحیح و تعلیقات معصومہ سالک، ناشر: دفتر نشر میراث مکتوب و نشر سایہ، تہران، ۱۳۷۵ش۔ یہ دو نسخوں پر مبنی ہے؛ نیشنل میوزیم آف پاکستان کراچی (N.M.1958-128) اور مملوکہ سید علی رضا ریحان یزدی۔ آخر میں تعلیقات اور اشاریوں کا اہتمام ہے۔

جواہر العجایب، محمد فخری ہروی

یہ ایک مجموعے میں شامل ہے:

تذکرۂ زنان شاعرہ در ایران و ہند: جواہر العجایب از محمد فخری ہروی ہمراہ آیینۂ حیرت** از منشی احمد حسین سحر کاکوروی، با مقدمہ و تصحیح مینا آقازادہ و زاہرا ابراہیم او غلی خیاوی، ناشر: سفیر اردہال، تہران، ۱۳۹۲ش، جواہر العجایب ہارورڈ یونیورسٹی کے قلمی نسخے (شمارہ ۰۱۱۵۶۵۰۶۵) پر مبنی ہے۔ کسی قسم کا کوئی اشاریہ یا تعلیقات نہیں ہیں۔

خازن الشعرا، محمد میرن جان محمدی الہ آبادی

تذکرہ خازن الشعرا*، محمد میرن جان محمدی الہ آبادی، بہ تصحیح اختر مہدی رضوی، انجمن آثار و مفاخر فرہنگی، تہران، ۱۳۸۶ش/۲۰۰۷ء، یہ برّصغیر میں مصنفین کے معاصرین اور مصنف کے خاندان محمدیہ افضلیہ یحیائیہ (الہ آباد) کے متوسلین کا تذکرہ ہے۔ یہ اشاعت منحصر بفرد قلمی نسخے مخزونہ انڈیا آفس لندن (شمارہ ۳۸۸۹) پر مبنی ہے اور کچھ اوراق مخزونہ کتب خانہ شاہ اجمل، الہ آباد سے بھی مدد لی گئی ہے۔ یہ اشاعت تعلیقات کے بغیر اور اشاریوں کے ساتھ ہے۔ راقم السطور نے اس پر مبنی تفصیلی تبصرہ لکھا ہے۔[۶]

خزانۂ عامرہ، میر غلام علی آزاد بلگرامی

اس کی تین مختلف اشاعتیں ہیں:

۱۔ خزانہ عامرہ*، میر غلام علی آزاد بلگرامی، تصحیح: ناصر نیکوبخت و شکیل اسلم بیگ، ناشر: پژوہشگاہ علوم انسانی و مطالعات فرہنگی، تہران، ۱۳۹۰ش/۲۰۱۱ء۔ اس اشاعت کے ایک مرتّب شکیل اسلم بیگ، پاکستانی ہیں۔ یہ دو قلمی نسخوں (انڈیا آفس برٹش لائبریری لندن، شمارہ ۲۹۷۹ مکتوبہ ۱۱۸۲ھ از روے نسخہ مصنف؛ دانشگاہ تہران، شمارہ ۸۰۱۶ مکتوبہ ۱۲۵۵ھ) اور ایک مطبوعہ نسخے (نول کشور، کان پور ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء) کی بنیاد پر مرتّب ہوا ہے۔ مرتّبین نے مقدمے اور اشاریوں کا اہتمام تو کیا ہے، تعلیقات نہیں لکھیں۔ مقدمے میں جس

عبارت کو ''دستخطی الملک لچھی نارایِن اورنگ آبادی'' لکھا گیا ہے (ص ہشتاد و ہشت) وہ دراصل ''دستخطی لالا (لالہ) لچھمی نارایِن اورنگ آبادی'' ہے۔ مرتّبین نے شفیق کے منقول نسخے کی تاریخ جو صاف ۱۱۷۷ھ پڑھی جارہی ہے، اسے نہیں پڑھا اور اس کی جگہ تین نقطے لگا دیے ہیں (وہی صفحہ)۔

۲۔ خزانہ عامرہ*، میر غلام علی آزاد حسینی واسطی بلگرامی، بہ کوشش منصورہ تدیّنی، ناشر: نشر میترا، تہران، بہار ۱۳۹۳ش/۲۰۱۴ء، مرتّب نے نولکشوری اشاعت (کانپور ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء) اور دانشگاہ تہران کے ایک مغلوط متاخر قلمی نسخے سے استفادہ کیا ہے۔ اس قلمی نسخے کے کاتب کے بارے میں ایرانی مرتّب کا کہنا ہے کہ یہ بخط لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی ہے اور تاریخ کتابت ۲۵ محرم ۱۲۵۵ھ ہے (ص۲۹)۔ شفیق ۱۲۵۵ھ سے قبل وفات پاچکے تھے۔ دراصل یہ نسخہ قادر حسین نے مذکورہ تاریخ کو اُس نسخے سے نقل کیا ہے جو شفیق کا ۱۱۷۷ھ میں منقول اور دستخطی تھا۔ قرائت متن کی وافر غلطیاں ہیں۔ صرف چند ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے: اہل بیت او کو اہلبیت او (ص۳۵) اندوختند کو آموختند (۳۵) گزلک کو کذلک (۳۵)، زر دوستی کو از دوستی (۳۶)، ہلال کو بلال (۳۷)، برزنجی کو برز نجبی (۳۸)، توقیفی کو توفیقی (۳۸)، عبدالعزیزلنبانی کو عبدالعزیز لبنانی (۴۳) لکھا ہے۔ ''کجا نصیب کہ چینم زبستانش'' سوالیہ علامت کے ساتھ لکھا ہے (۱۷۹) یہ ''کجا نصیب کہ چینم گلی زبستانش'' ہونا چاہیے۔ مرتّب نے آخر میں فرہنگ نامہ، مادّہ ہاے تاریخ اور چند دیگر اشاریوں کا اضافہ کیا ہے۔

۳۔ تذکرۂ خزانہ عامرہ*، میر غلام علی آزاد بلگرامی، تحقیق و تصحیح ہومن یوسفدہی، ناشر: کتابخانہ، موزہ و مرکز اسناد مجلس شورای اسلامی، تہران ۱۳۹۳ش/۲۰۱۴ء، ۲ جلد۔ خزانہ عامرہ کی یہ اشاعت بقیہ دیگر دو ایرانی اشاعتوں سے مقابلۃً بہتر ہے۔ اس کی بنیاد چار قلمی اور ایک مطبوعہ نسخہ ہے۔ نسخۂ اساس شفیق اورنگ آبادی کا مکتوبہ ۱۱۷۷ھ ہے؛ یہ نسخہ مرکز مائیکرو فلم نور کے ڈائریکٹر مہدی خواجہ پیری نے حیدرآباد دکن سے خریدا تھا۔ اس کی مائیکرو فلم، مرکز نور دہلی میں ہے۔ دوسرا نسخہ انڈیا آفس برٹش لائبریری لندن، مکتوبہ ۱۱۸۲ھ؛ تیسرا نسخہ خدابخش لائبریری پٹنہ HL217 مکتوبہ مابین ۱۲۰۰ و ۱۲۵۵ھ؛ چوتھا نسخہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی مکتوبہ ۱۲۳۷ھ ہے۔ مطبوعہ نسخہ نولکشور کانپور ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء ہے۔ مرتّب نے ایک فہرست کے ذریعے خزانہ عامرہ کے ۴۹ نسخوں کی نشان دہی کی ہے (ج ا، ص صد و سیزدہ تا صد و پانزدہ)۔ اس اشاعت کی دوسری جلد صرف مفصل تعلیقات اور متنوع اشاریوں پر مشتمل ہے جس سے مرتّب کی محنت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

خلاصۃالاشعار وزبدۃالافکار، میر تقی الدین محمد کاشانی

مصنف کے بارے میں ڈاکٹر علی رضا نقوی کا خیال ہے کہ وہ آخری عمر میں ایران سے ہندوستان آئے اور ۱۰۱۶ھ میں یہ تذکرہ، ابراہیم عادل شاہ ثانی فرمان روائے بیجاپور کو پیش کیا (تذکرہ نویسی فارسی در ہند و پاکستان، ص ۱۲۴)۔ لیکن احمد گلچین معانی اسے درست نہیں مانتے اور ان کا کہنا ہے کہ مصنف کبھی ہندوستان نہیں گئے اور انھوں نے بذریعہ مراسلت ہندوستان میں مقیم شعرا کے حالات اور نمونۂ کلام ایران منگوایا اور اپنے تذکرے میں داخل کیا۔ گلچین معانی کا یہ قیاس ضرور ہے کہ بظاہر مصنف نے اپنے تذکرے کا کچھ حصہ یا مکمل تذکرہ انعام حاصل کرنے کے لیے ابراہیم عادل شاہ کو بھیجا تھا اور وہ نسخہ کسی فرنگی فہرست نویس کے ہاتھ لگا اور اس نے یہ رائے قائم کی کہ مصنف نے ہندوستان کا سفر کر کے یہ نسخہ بادشاہ کو پیش کیا ہے، اسی رائے کی ڈاکٹر نقوی نے پیروی کی ہے (ج ۱، ص ۵۴۴-۵۴۳)۔ راقم السطور گلچین معانی کی رائے کو تسلیم کرتا ہے۔ اس لیے اس تذکرے کی ایرانی اشاعتوں کو زیر نظر فہرست میں شامل نہیں کیا۔ لیکن یہ بتانے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ یہ تذکرہ بھی مختلف ایرانی مرتّبین نے مرتّب کیا اور میراث مکتوب اور سفیر اردہال نے علیحدہ علیحدہ اسے جلد وار شائع کیا ہے۔ وہ تمام حصے راقم السطور کے پاس ہیں۔

روزروشن، محمد مظفر حسین صبا

۱۔ تذکرہ روز روشن*، محمد مظفر حسین صبا، بہ کوشش محمد حسین رکن زادہ آدمیت، ناشر: کتابخانہ رازی، تہران، ۱۳۴۳ش/۱۹۶۴ء، یہ اشاعت مطبوعہ مطبع شاہجہانی، بھوپال، ۱۲۹۶ھ /۱۸۷۹ء پر مبنی ہے۔ ایرانی مرتّب نے اپنے کام کے بارے میں بتایا ہے: "غلط های املایی را تصحیح کرده ام و پاره ای اشتباهات تاریخی و لغوی متن را در حاشیه متذکر شده ام۔" (ص 'و') یعنی املاء کی غلطیوں کی درستی کی گئی ہے اور چند ایک تاریخی اور لغوی غلطیوں کا حاشیے میں ذکر کر دیا گیا ہے۔ یہ اشاعت ہر قسم کے اشاریوں، حتیٰ کہ فہرست شعرا سے بھی عاری ہے۔

۲۔ تأملی در تذکرہ روز روشن**، پرویز بیگی حبیب آبادی، ناشر: امیر کبیر، کتاب ہای جیبی، تہران، ۱۳۸۸ش/۲۰۰۹ء، کتاب کے پہلے باب میں روز روشن کا تعارف اور دوسرے باب میں اس کی بعض خصوصیات اور مفید پہلوؤں سے تلخیص اور تبصرہ ہے۔ آخر میں اشاریہ ہے۔ مصنف کے پیش نظر رکن زادہ آدمیت اشاعت ہے۔

روضۃ السلاطین، محمد فخری ہروی

تذکرہ روضۃ السلاطین**، فخری ہروی، بہ تصحیح و تحشیہ ع.[عبدالرسول] خیام پور، ناشر: موسسہ تاریخ و فرہنگ ایران، دانشکدہ ادبیات دانشگاہ تبریز،۱۳۴۵ش/۱۹۶۶ء کتابخانہ ملی پیرس(شمارہ ۳۲۰) اور دانشگاہ استنبول،(شمارہ۴۰۹۷)کے قلمی نسخوں پر مبنی ہے۔مرتّب نے تعلیقات اور فہرست شعرا کا اہتمام کیا ہے۔

ریاض الشعرا، علی قلی خان والہ داغستانی

۱۔ تذکرہ ریاض الشعرا*، علی قلی والہ داغستانی،مقدمہ، تصحیح و تحقیق محسن ناجی نصرآبادی، ناشر:اساطیر، تہران، ۱۳۸۴ش، ۵ جلد، پانچویں جلد صرف اشاریوں کے لیے مخصوص ہے۔ایرانی مرتّب نے تین قلمی نسخوں سے استفادہ کیا ہے: کتابخانہ ملک، تہران دو نسخے، شمارہ ۴۳۰۱ اور ۴۳۰۴؛آستان قدس رضوی مشہد شمارہ۱۲۲۹۰۔مرتّب کے پیش نظر ڈاکٹر شریف حسین قاسمی کا مرتّبہ ریاض الشعرا، جلداول، مطبوعہ رضا لائبریری رام پور، ۲۰۰۱ء بھی تھا۔قرائت متن کی صحت کے بارے میں کوئی مجموعی رائے جبھی دی جاسکتی ہے جب مرتّب کے زیر استعمال نسخے سامنے ہوں اور اِس مطبوعہ سے مقابلہ کیا جائے۔تاہم ایرانی مرتّب نے جن چند قلمی صفحات کے عکس دیے ہیں ان سے مرتّب کی قرائت کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا کہ کچھ تسامحات ضرور ہیں۔جیسے نسخۂ ملک ۴۳۰۱ کے ترقیمے میں ایک ترکیب ''گلزار سنگ خارا'' استعمال ہوئی ہے جسے مرتّب نے گلزار سینگ[گلزار سنگھ]پڑھ کر اسے نسخے کا کاتب قرار دیا ہے(ج۱، ص۴۹، ۵۲)۔یا ترکیب ''ہوش ربای صبر دشمن'' کو ہوش ربای خرد بہ یمن پڑھا ہے(ج۱، ص ۵۲)۔ حُدی سرایان کو جدی سرایان پڑھا ہے (ج۱، ص۶۶)اور حدی سرایان کو حاشیے میں رکھا ہے۔''در ورطہ ہلاکت نینداختی'' کو در ورطہ ہلاکت انداختی پڑھا ہے(ج۱،۶۶)

۲۔ تذکرہ ریاض الشعرا، علی قلی والہ داغستانی، تصحیح مقدمہ و فہرست ہا ابوالقاسم رادفر و گیتا اشیدری، ناشر: پژوہشگاہ علوم انسانی و مطالعات فرہنگی، تہران،۱۳۹۱ش، ۲ جلد؛ مرتّبین نے پانچ قلمی نسخوں سے استفادہ کیا ہے: کتابخانہ ملک، تہران، شمارہ ۴۳۰۱؛ برٹش میوزیم شمارہ ۲۶۳ و ۱۶۷۲۹، گنج بخش اسلام آباد شمارہ ۲۶۰۹؛ آصفیہ حیدرآباد شمارہ ۱۲۰۔ تعلیقات کے بغیر ہے اور چند اشاریوں کا اہتمام ہوا ہے۔

ریاض الوفاق،ذوالفقار علی مست بنارسی

ملخص ریاض الوفاق*، ذوالفقار علی مست، تلخیص از ع. [عبدالرسول] خیام پور، ناشر: تبریز، تیرماہ ۱۳۴۳ش/۱۹۶۴ء، ریاض الوفاق کے نسخۂ پبلک لائبریری برلن، شمارہ ۶۶۵ کی تلخیص ہے۔ایرانی مرتّب نے اردو

گو شعرا کے حالات خارج کر دیے ہیں اور صرف فارسی گو شعرا کے حالات بحال رکھے ہیں۔آخر میں فہرست شعرا ہے۔

زعفران زار کشمیر، محمد علی کشمیری

تذکرۂ زعفران زار کشمیر*، مولوی میرزا محمد علی بن محمد صادق کشمیری، تصحیح و توضیح کریم نجفی برزگر، ناشر: انجمن آثار و مفاخر فرہنگی، تہران، ۱۳۸۸ش/۲۰۰۹ء، کشمیر کے شعرا کا تذکرہ ہے۔اس تذکرے کا واحد قلمی نسخہ دہلی، مرکز مائیکرو فلم نور میں ہے اور اسی کی بنیاد پر مرتّب ہوا ہے۔مرتّب نے تعلیقات اور اشاریوں کا اہتمام کیا ہے۔

سخنوران چشم دیدہ، ترک علی شاہ ترکی قلندر نور محلی

تذکرہ سخنوران چشم دیدہ**، مولوی ترک علی شاہ ترکی قلندر نور محلی، بہ کوشش حسین آرمین، ناشر: بہار دخت، تبریز، ۱۳۹۵ش/۲۰۱۶ء، یہ مطبوعہ مطبع شمس الاسلام حیدرآباد دکن، ۱۳۲۲ھ پر مبنی ہے۔ایرانی مرتّب نے سوائے مختصر سا مقدمہ لکھنے کے اور کوئی خاص اہتمام نہیں کیا۔آخر میں صرف فہرست تخلص شعرا دی ہے۔

سرو آزاد، میر غلام علی آزاد بلگرامی

۱۔ سرو آزاد، میر غلام علی آزاد بلگرامی، بہ کوشش زہرہ نامدار، ناشر: شرکت سہامی انتشار، تہران، ۱۳۹۲ش/۲۰۱۳ء، ایرانی مرتّب نے اپنی اشاعت کی بنیاد کے بارے میں مبہم سی بات کی ہے: "بہ سہ نسخہ از کتاب مآثر الکلام [کذا: مآثرالکرام] در کتابخانہ ھای ملی، دانشگاہ تہران و مجلس شورای اسلامی مراجعہ شد و و با تطبیق متن ویرایش شدہ با اصل آن اشکالات رفع شدہ است۔" (پیشگفتار، ص ۳۳) یعنی مآثر الکلام [کذا: مآثر الکرام] کے کتب خانہ ملی، دانشگاہ تہران اور مجلس شورائے اسلامی کے تین نسخوں سے رجوع کیا گیا اور ان سے مقابلہ کرکے متن کی تدوین کی گئی اور اصل میں جو اشکالات تھے وہ رفع کیے گئے۔ حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ یہ اشاعت مکمل طور پر بہ تصحیح و تحشیہ عبداللہ خان، مطبوعہ مطبع رفاہ عام لاہور ۱۹۱۳ء پر مبنی ہے۔اس کی واضح دلیل یہ کہ ایرانی مرتّب نے سرو آزاد کا متن عبداللہ خان کی اردو ڈیڈیکیشن (انتسابی صفحہ) سے شروع کیا ہے جو انھوں نے اپنے ایڈیشن میں شامل کیا تھا۔ایرانی مرتّب کا یہ کہنا کہ تین قلمی نسخوں سے رجوع کیا گیا ہے، اس کی کوئی شہادت کتاب میں بصورت اختلاف نسخ نہیں ملتی۔مرتّب نے اپنے نسخۂ اساس یعنی مطبوعہ لاہور کا کہیں ذکر نہیں کیا۔

۲۔ تذکرہ سرو آزاد (تحریر نہائی)*، میر غلام علی آزاد بلگرامی، تصحیح میر ہاشم محدث، ناشر: بنیاد شکوہی و سفیر اردہال، تہران، ۱۳۹۳ش/۲۰۱۴ء، یہ بہ تصحیح و تحشیہ عبداللہ خان، مطبوعہ مطبع رفاہ عام لاہور ۱۹۱۳ء اور دو ایرانی

قلمی نسخوں: کتابخانہ ملی تہران (شمارہ ۱۵۲۷۷) اور کتابخانہ آیت اللہ گلپایگانی، قم (شمارہ ۱۰/۲۲) پر مبنی ہے۔ نسخہ گلپایگانی کے بارے میں مرتّب کا کہنا ہے کہ اس میں ایسے اضافات ہیں جو مطبوعہ لاہور اور نسخہ کتابخانۂ ملی میں نہیں ہیں۔ مرتّب نے تینوں نسخوں کو سامنے رکھ ایک متن ترتیب دیا ہے۔ ہندی شاعروں والے حصے کو لاہور اشاعت سے بعینہٖ عکسی شائع کیا ہے۔ مرتّب نے حواشی اور اشاریوں کا اضافہ کیا ہے۔

سفینۂ خوشگو، بندرابن داس خوشگو

سفینۂ خوشگو دفتر اول**، تحقیق و تصحیح زین العبا، ناشر: کتابخانہ، موزہ و مرکز اسناد مجلس شورای اسلامی، تہران، ۱۴۰۰ش/۲۰۲۱ء، اس کی بنیاد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا ناقص نسخہ (شمارہ ۱۳۴ اخبار) ہے، اسی لیے اس اشاعت میں بھی مضمون (ترجمہ حافظ شیرازی) ناقص ہے۔

سفینۂ خوشگو دفتر دوم*، تحقیق و تصحیح سید کلیم اصغر، ناشر: کتابخانہ، موزہ و مرکز اسناد مجلس شورای اسلامی، تہران،، ۱۴۰۰ش/۲۰۲۱ء، مرتّب نے تین قلمی نسخوں سے استفادہ کیا ہے: دانشگاہ تہران (۲۶۵۵)؛ سپہسالار تہران (۲۷۲۴)؛ مجلس شورائے اسلامی تہران (۴۰۳)۔ کسی قسم کے حواشی، اور تعلیقات نہیں ہیں۔ آخر میں اشاریے ہیں۔

سفینۂ خوشگو دفتر سوم**، تحقیق و تصحیح سید کلیم اصغر وزین العبا، ناشر: کتابخانہ، موزہ و مرکز اسناد مجلس شورای اسلامی، تہران، ۱۴۰۰ش/۲۰۲۱ء، مرتّبین نے مقدمے میں کسی خاص نسخے کی طرف اشارہ نہیں کیا جس پر یہ اشاعت مبنی ہے، صرف یہ بتایا ہے کہ اس کا صرف ایک ہی نسخہ ہے جو ناقص ہے۔ اس سے مراد شاہ عطاالرحمان عطا کاکوی کا مرتّبہ، مطبوعہ پٹنہ ۱۹۵۹ء ہے۔ یہ ایرانی اشاعت اسی پر مبنی ہے۔ آخر میں اشاریوں کا اہتمام ہے۔

شاہد صادق، محمد صادق میناا صفہانی

شاہد صادق (باب سوم)، محمد صادق مینای آزادانی اصفہانی، با مقدمہ و تصحیح و تحقیق گلالہ ہنری، ناشر: مجمع ذخائر اسلامی قم و مؤسسہ ابن سینا برای پژوہش در تاریخ اندیشہ، بون جرمنی، ۱۳۹۳ش/۲۰۱۴ء، یہ اشاعت چار قلمی نسخوں کی مدد سے تیار ہوئی ہے: دانشگاہ تہران (۹۵۷۵)، مجلس شورائے اسلامی تہران (۵۰۲۸:۷۷۰) ہیٹی گن یونیورسٹی (۳۵۲)۔ اس کی "فصل چہل و پنجم در صلہ شعرا" ہے۔

شعر العجم، محمد شبلی نعمانی

شعر العجم کی پانچوں جلدوں کا اردو سے فارسی ترجمہ سید محمد تقی فخر داعی گیلانی نے کیا۔ یہ ترجمہ پہلے جلد وار چھپتا رہا بعد میں پانچوں جلدوں کو دو مجلدات میں یکجا کر دیا گیا۔ خانبابا مشار نے "شعر العجم یا تاریخ شعرا و

ادبیات منظوم ایران''عنوان سے اس کی مندرجہ ذیل اولین اشاعتوں کا ذکر کیا ہے[۸] جو اس وقت راقم السطور کے پیش نظر نہیں ہیں:

جلد اول، تہران، طبع اول ۱۳۲۶ش/ ۱۹۴۷ء؛ طبع دوم، ابن سینا، تہران، ۱۳۳۵ش/ ۱۹۵۶ء

جلد دوم: تہران، ۱۳۲۷ش/ ۱۹۴۸ء، طبع دوم، تہران، ۱۳۳۹ش/ ۱۹۶۰ء

جلد سوم: تہران، طبع اول، ۱۳۱۴ش/ ۱۹۳۵ء؛ تہران، طبع دوم ۱۳۳۶ش/ ۱۹۵۷ء

جلد چہارم: تہران، طبع اول، ۱۳۱۴ش/ ۱۹۳۵ء، مترجم نے شعر العجم کی تمام جلدوں میں سے، پہلے چوتھی جلد شائع کی۔ طبع دوم تہران، ابن سینا، ۱۳۳۶ش/ ۱۹۵۷ء

جلد پنجم: تہران، ۱۳۱۸ش/ ۱۹۳۹ء؛ طبع دوم، تہران، ابن سینا، ۱۳۳۷ش/ ۱۹۵۸ء

راقم السطور کے پاس مندرجہ ذیل اشاعت ہے اور اس کا عنوان خانبابا کے مذکورہ عنوان سے قدرے مختلف ہے:

شعر العجم یا تاریخ شعرا و ادبیات ایران*، علامہ شبلی نعمانی ہندی، ترجمہ: سید محمد تقی فخر داعی گیلانی، ناشر: دنیای کتاب، تہران، طبع دوم، ۱۳۶۳ش/ ۱۹۸۴ء، ۲ مجلدات۔ پہلی مجلد، جلد اول، دوم، اور دوسری مجلد، جلد سوم، چہارم و پنجم پر مشتمل ہے۔ آخر میں اشاریے کا اضافہ ہے۔ اس اشاعت کے بعد بھی یہی ناشر اسے مکرر شائع کرتا رہا ہے۔ انٹرنیٹ پر ۱۳۹۵ش/ ۲۰۱۶ء کو طبع چہارم لکھا گیا ہے۔

تنقید شعر العجم، حافظ محمود خان شیرانی

شعر العجم پر حافظ محمود خان شیرانی کی تنقید شعر العجم کا فارسی ترجمہ بھی ایران سے شائع ہوا ہے:

نقد شعر العجم شبلی نعمانی*، پروفسور محمود شیرانی، ترجمہ و ویرایش شاہد چوہدری و توفیق ہ سبحانی، دانشگاہ پیام نور، تہران، ۱۳۸۱ش/ ۲۰۰۲ء، آخر میں اشاریوں کا اضافہ ہے۔ یہ نقد، مقالات شیرانی (اردو) کی پانچویں جلد، نشر کردۂ مجلس ترقی ادب، لاہور میں شامل ہے اور اسی کا فارسی ترجمہ ہے۔

شمع انجمن، نواب صدیق حسن خان قنوجی بھوپالی

۱۔ تذکرہ شمع انجمن*، نواب صدیق حسن خان، مقدمہ، تصحیح و تعلیقات محمد کاظم کہدویی، ناشر: مرکز انتشارات دانشگاہ یزد، یزد، طبع اول بہار ۱۳۸۶ش/ ۲۰۰۷ء؛ طبع دوم ۱۳۹۵ش/ ۲۰۱۶ء؛ یہ تذکرہ پہلی بار ۱۲۹۳ھ میں مطبع شاہجہانی، بھوپال سے شائع ہوا تھا۔ ایرانی اشاعت اسی کی بنیاد پر ہے۔ ایرانی مرتّب نے اپنے مقدمے میں مصنف کی بعض غلطیوں کی نشان دہی کی ہے۔ مرتّب کی تمام تعلیقات حاشیے میں ہیں۔ آخر میں مختلف اشاریے ہیں۔

۲۔ بررسی تذکرہ شمع انجمن، نسا بلوچی، ناشر: مینوفر، تہران، ۱۳۹۶ش، یہ شمع انجمن پر تبصراتی کتابچہ ہے۔

صبح گلشن، سید علی حسن خان بھوپالی

تذکرہ صبح گلشن، سید علی حسن خان سلیم بھوپالی، تصحیح، تعلیق، توضیح، اضافات فرہنگنامہ مجتبی برزآبادی فراہانی، ناشر: اوستا فراہانی، تہران، ۱۳۹۰ش/۲۰۱۱ء، ۳ جلد، یہ اشاعت مطبوعہ مطبع شاہجہانی بھوپال ۱۸۷۸ء پر مبنی ہے۔ ایرانی مرتّب نے اشاریے بنانے کا خاص اہتمام کیا ہے۔

صحف ابراہیم، علی ابراہیم خان خلیل بنارسی

۱۔ صحف ابراہیم* (بخش معاصران)، علی ابراہیم خان خلیل بنارسی، بہ تصحیح میر ہاشم محدث، ناشر: انجمن آثار و مفاخر فرہنگی، تہران، ۱۳۸۵ش /۲۰۰۶ء؛ عابد رضا بیدار نے صحف ابراہیم کا ایک انتخاب ''صحف ابراہیم تذکرہ شعراے فارسی سدۂ دوازدہم'' خدابخش لائبریری، پٹنہ سے ۱۹۷۸ اور ۱۹۸۱ء میں شائع کیا تھا۔ یہ ایرانی اشاعت اسی پر مبنی ہے جیسا کہ ایرانی مصحح نے لکھا ہے: ''اساس کار من در تصحیح این قسمت ازین کتاب همان چاپ ایشان[بیدار] است۔'' (ص۳۷)۔ ایرانی مرتّب نے تعلیقات اور اشاریوں کا اضافہ کیا ہے۔ اس میں متعدد غلطیاں ہیں۔ انیس الاحبا کو انیس الاخبار (ص۳۸؛ ۱۷۱؛ ۴۸۷)، قوم کنبو کو قوم کنیو (۱۱۳)، زیب المنشآت کو زیب المنتشاہ (ص۱۲۱)، بھکر کو بھگر (ص۱۴۲)، عترت اکبرآبادی کو عزت اکبرآبادی (۱۹۲)، نکیٹ راے کو نکیت رای (۴۱۷؛ ۴۷۹) لکھا ہے۔ ڈاکٹر بیدار نے سدۂ دوازدہم (بارہویں صدی کے شعرا) کا التزام رکھا تھا، ایرانی مرتّب نے اسے ''معاصران'' میں بدل دیا ہے۔

۲۔ تذکرہ صحف ابراہیم*، علی ابراہیم خلیل خان بنارسی متخلص بہ خلیل متوفی ۱۲۰۸ق، (چاپ عکسی براساس نسخہ خطی کتابخانہ برلین، شمارۂ ۶۶۳)، بہ کوشش یوسف بیگ باباپور، ناشر: منشور سمیر، باہمکاری بنیاد شکوہی و فرہنگ بنیان، تہران، ۱۳۹۷ش/۲۰۱۸ء، قومی کتب خانہ، برلن، جرمنی کے قلمی نسخہ نمبر ۶۶۳ کی عکسی اشاعت ہے۔ ابتدا میں فہرست شعرا اور ایک ''یادداشت'' درج ہے جس میں مصنف، تذکرے اور نسخوں کا تعارف ہے۔ برلن کے اس نسخے میں کاتب نے شعرا کے صرف حالات درج کیے ہیں، نمونۂ کلام نقل نہیں کیا۔

عرفات العاشقین و عرصات العارفین، تقی الدین محمد اوحدی دقاقی بلیانی

۱۔ عرفات العاشقین و عرصات العارفین*، تقی الدین محمد اوحدی دقاقی بلیانی، محسن ناجی نصر آبادی، ناشر: اساطیر، تہران، ۱۳۸۸ش، ۷ جلدیں بترتیب ذیل: ج۱(آ۔ الف)؛ ج۲(ب۔ذ)؛ ج۳ (ر۔ش)؛ ج۴(ص۔غ)؛ ج۵(ف۔م)؛ ج۶(م۔ی)؛ ج۷ (نمایہ ہا)۔ یہ تذکرہ تین قلمی نسخوں کی بنیاد پر مرتّب ہوا ہے: ملک تہران(۵۳۲۴)؛ خدابخش پٹنہ (۲۲۹و ۲۳۰)؛ ذخیرہ حبیب گنج مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (بلا شمارہ)۔ ساتویں جلد میں تیرہ مختلف اقسام کے اشاریے ہیں۔ جلد ششم کی پیشانی پر حرف (م۔ہ) چھپا ہے جب کہ یہ (م۔ی) ہونا چاہیے کیوں کہ اس میں ی تخلص کے شعرا بھی ہیں۔

۲۔ عرفات العاشقین و عرصات العارفین*، تقی الدین محمد اوحدی حسینی دقاقی بلیانی اصفہانی، تصحیح ذبیح اللہ صاحبکاری و آمنہ فخر احمد، با نظارت علمی محمد قہرمان، میراث مکتوب، باہمکاری کتابخانہ، موزہ و مرکز اسناد مجلس شورای اسلامی تہران،۱۳۸۹ش/۲۰۱۰ء، ۸ جلدیں بترتیب ذیل: ج۱(آ۔ الف)؛ ج۲ (ب۔خ)؛ ج۳(د۔س)؛ ج۴(ش۔ظ)؛ ج۵(ع۔ف)؛ ج۶(ق۔م)؛ ج۷(ن۔ی)؛ ج۸(نمایہ) آٹھویں جلد گیارہ مختلف نوعیت کے اشاریوں پر مشتمل ہے۔ یہ تین قلمی نسخوں کی بنیاد پر مرتّب ہوا ہے: ملک تہران(۵۳۲۴)؛ خدا بخش پٹنہ (۲۲۹ و ۲۳۰)؛ ذخیرہ حبیب گنج مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (بلا شمارہ)۔ اس اشاعت میں مصنف کے حالات کے لیے ڈاکٹر نذیر احمد کے ایک اردو مقالے کے فارسی ترجمہ از ڈاکٹر سید حسن عباس کو شامل کیا گیا ہے۔

عقد ثریا، غلام مصحفی ہمدانی

تذکرہ عقد ثریا**، غلام مصحفی ہمدانی، ویرایش، مقدمہ و تعلیقات محمد کاظم کہدوئی، ناشر: بخشایش، قم،۱۳۸۸ش/۲۰۰۹ء، کتاب کے ایرانی مرتّب جب بطور رایزن فرہنگی ایران، کابل میں مامور تھے تو انھوں نے عقد ثریا کی کابل اشاعت (بخط مولوی خستہ، با مقدمہ حسین نایل، بہ اہتمام محمد سرور پاکفر، ۱۳۶۲ش/۱۹۸۳ء) کی بنیاد پر اسے مرتّب کیا تھا۔ خود کابل اشاعت، مرتّبہ مولوی عبدالحق مطبوعہ اورنگ آباد دکن ۱۹۳۴ء پر مبنی ہے۔ ڈاکٹر کہدوئی کا مرتّبہ متن ایک بار رایزنی فرہنگی جمہوری اسلامی ایران کابل، ۱۳۸۴ش/۲۰۰۵ء سے بھی شائع ہو چکا ہے۔ مرتّب نے شعرا کے مزید حالات کے لیے حواشی اور ارجاعات کا اہتمام کیا ہے۔ آخر میں اشاریہ ہے۔

کلمات الشعرا، محمد افضل سرخوش

کلمات الشعرا*، محمد افضل سرخوش، تصحیح علی رضا قزوہ، کتابخانہ، موزہ و مرکز اسناد مجلس شورای اسلامی، تہران، ۱۳۸۹ش/۲۰۱۱ء، یہ اشاعت تین قلمی نسخوں (خدابخش لائبریری پٹنہ، شمارہ HL3364؛ مرکز تحقیقات فارسی دہلی، شمارہ ۲۳۵؛ آصفیہ حیدرآباد دکن، شمارہ ۹۷) اور دو مطبوعہ (مرتّبہ صادق علی دلاوری، لاہور ۱۹۴۲ء مرتّبہ محمد حسین محوی لکھنوی، مدراس ۱۹۵۱ء) پر مبنی ہے۔ ایرانی مرتّب نے اختلافات نسخ اور اشاریوں کا اہتمام کیا ہے۔ تعلیقات نہیں ہیں۔

گل رعنا، لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی

تذکرہ گل رعنا (فصل دوم)، لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی، مقدمہ و تصحیح مریم کسایی، ناشر: ہاوار، ایلام، ۱۳۹۵ش/۲۰۱۶ء؛ گل رعنا کی وہ فصل جو ہندو شعرا کے تذکرے پر مشتمل ہے۔ اس ایرانی اشاعت کی بنیاد مطبوعہ مطبع عہد آفرین برقی پریس، حیدرآباد دکن ۱۹۳۲ء ہے۔ ایرانی مرتّب نے اپنی کوشش کے بارے میں بس یہ جملہ لکھا ہے: "کوشش شده تا متنی منقح از این اثر عرضه گردد۔" (ص ۱۳) یعنی کوشش کی گئی ہے کہ ایک تنقیح شدہ متن پیش کیا جائے۔

لباب الالباب، سدید الدین محمد عوفی

۱۔ لباب الالباب، محمد عوفی، بہ کوشش سعید نفیسی، طبع اول ۱۳۳۵ش/۱۹۵۶ء؛ طبع دیگر ناشر: نشر پیامبر، تہران

۲۔ تذکرہ لباب الالباب، محمد عوفی، از روی چاپ پرفسور براون با مقدمہ و تعلیقات علامہ محمد قزوینی و نخبہ تحقیقات استاد سعید نفیسی و ترجمۂ دیباچۂ انگلیسی بفارسی بقلم محمد عباسی، نیمۂ اول، ناشر: کتابفروشی فخر رازی، تہران، بہار ۱۳۶۱ش/۱۹۸۲ء

۳۔ لباب الالباب، محمد عوفی، بہ تصحیح ادوارد جی براون، با مقدمۂ محمد قزوینی، و تصحیحات جدید و حواشی و تعلیقات سعید نفیسی، بہ کوشش ہوشنگ رہنما، ناشر: ہرمس، تہران، ۱۳۸۹ش/۲۰۱۰ء، کشف الابیات کا اضافہ کیا گیا ہے۔

لطایف الخیال، حکیم مولی شاہ محمد عارف دارابی اصطہباناتی

تذکرہ لطایف الخیال*، حکیم مولی شاہ محمد بن محمد عارف دارابی اصطہباناتی متخلص بہ عارف، تصحیح یوسف بیگ باباپور، با مقدمۂ سید صادق حسینی اشکوری، ناشران: مجمع ذخائر اسلامی قم، کتابخانہ و موزہ ملک تہران، کتابخانہ،

موزہ و مرکز اسناد مجلس شورای اسلامی، تہران، ۱۳۹۱ش/۲۰۱۲ء، ۲ جلد، یہ نسخہ کتابخانہ ملک تہران، شمارہ ۴۳۲۵ پر مبنی ہے۔ تعلیقات کے بغیر ہے اور آخر میں شعرا کے تخلص کا ایک اشاریہ ہے۔

لطایف نامہ، دیکھیے: مجالس النفایس

مآثر رحیمی، عبدالباقی نہاوندی[9]

مآثر رحیمی*(بخش سوم: زندگی نامہ ہا)، عبدالباقی نہاوندی، بہ اہتمام عبدالحسین نوائی، ناشر: انجمن آثار و مفاخر فرہنگی، تہران، ۱۳۸۱ش /۲۰۰۲ء، شمس العلما محمد ہدایت حسین نے مآثر رحیمی بہت عمدہ مرتّب کر کے، ایشیاٹک سوسائیٹی بنگال، کلکتہ، ۱۹۲۴ سے تین جلدوں میں شائع کی تھی۔ اس کی تیسری جلد علما، فضلا، شعرا، سپاہیان اور مستعدانِ ہر فن کے حالات پر مشتمل ہے۔ ایرانی اشاعت اسی کا چربہ اور اسی پر مبنی ہے۔ ایرانی مرتّب نے جواز یہ پیش کیا ہے: "مصحح (هدایت حسین)که زبان فارسی را به صورت زبان مادری نمی دانسته گه گاه دچار اشتباهاتی شده که من در حدّ بضاعت مزجات خود کوشیده ام تا آن آشفتگی ها و لغزش ها برطرف سازم۔" (ص بیست) یعنی کتاب کے مرتّب (ہدایت حسین) چوں کہ فارسی زبان بطور مادری زبان نہیں جانتے تھے، کبھی کبھار ان سے غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔ میں نے اپنی استعداد کے مطابق کوشش کی ہے کہ اُن آشفتگیوں اور لغزشوں کو دور کروں۔ ایرانی مرتّب نے تعلیقات کا اضافہ کیا ہے لیکن اتنی ضخیم کتاب کسی اشاریے کے بغیر ہے۔

مجالس النفایس، میر نظام الدین علی شیر نوایی

۱۔ مجالس النفایس*، میر نظام الدین علی شیر نوایی، بہ سعی و اہتمام علی اصغر حکمت، ناشر: کتابخانۂ منوچہری، تہران، ۱۳۶۳ش/۱۹۸۴ء، طبع اول، اس اشاعت میں دو فارسی ترجمے شامل ہیں: ۱۔ لطایف نامہ از سلطان محمد فخری ہروی، مترجم سندھ میں رہا ہے لیکن یہ ترجمہ شاہ اسماعیل صفوی کے نام معنون ہے۔ ۲۔ از حکیم شاہ محمد بن مبارک قزوینی، یہ ترجمہ استنبول میں ہوا۔ لطایف نامہ الگ سے بھی شائع ہو چکا ہے۔ اس کے کوائف یہ ہیں:

۲۔ لطایف نامہ (ترجمۂ مجالس النفایس امیر علی شیر نوائی)، مترجم: فخری ہروی، تصحیح و تحقیق ہادی بیدکی، ناشر: موقوفات دکتر محمود افشار، تہران، ۱۳۹۸ش/۲۰۱۹ء۔ یہ تین قلمی نسخوں پر مبنی ہے: برٹش میوزیم (Add7669/1)، دانشگاہ تہران (۸۹۴ے)، کتابخانہ ملی تبریز (۱/۳۱۲۸)۔ آخر میں تعلیقات، واژہ نامہ اور اشاریوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔[10]

مجمع الفضلاء، محمد عارف بقائی بخارایی

تذکرہ مجمع الفضلاء**، محمد عارف بقائی بخارایی، بہ تحقیق محمد خشکاب، زیر نظر یوسف بیگ باباپور، ناشر: منشور سمیر وبنیاد شکوہی، تہران، ۱۳۹۴ش/۲۰۱۵ء، اس اشاعت کی بنیاد وہ نقل ہے جو تہران یونیورسٹی تہران (شمارہ ۶۵۴۶) میں موجود ہے۔ اصل نسخہ ہاشم شایق (افغانستان) کے پاس تھا۔ مرتّب نے تعلیقات اور اشاریوں کا اہتمام کیا ہے۔

مجمع النفایس، سراج الدین علی خان آرزو

یہ اہم تذکرہ پاکستان سے تین جلدوں میں مکمل شائع ہو چکا ہے۔ ایران میں اس کی دو تلخیصات شائع ہوئی ہیں۔

۱۔ بزم آرزو*، بہ کوشش عارف نوشاہی، مشمولہ مقالات عارف، دفتر دوم، ناشر: بنیاد موقوفات دکتر محمود افشار، تہران، ۱۳۸۶ش /۲۰۰۷ء، یہ ان شاعروں کا تذکرہ ہے جن کے ساتھ خان آرزو کی معاصرت اور معاشرت تھی۔ یہ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے نسخہ (PfI24) پر مبنی ہے اور اس کا تقابل قومی عجائب گھر کراچی کے نسخے (N.M.1967-244) اور "مجمع النفایس تذکرہ شعرای فارسی سدۀ دوازدہم" مرتّبہ عابد رضا بیدار، مطبوعہ خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ، ۱۹۷۷ء و ۱۹۹۲ء سے کیا گیا ہے۔

۲۔ مجمع النفایس* (بخش معاصران)، سراج الدین علی خان آرزو، بہ تصحیح میر ہاشم محدث، ناشر: انجمن آثار و مفاخر فرہنگی، تہران، ۱۳۸۵ش /۲۰۰۶ء، اس کی بنیاد مرتّبہ عابد رضا بیدار ہے جس میں بارہویں صدی ہجری کے شعرا کو الگ کیا گیا ہے۔ ایرانی مرتّب نے ہر شاعر کے حالات نقل کرنے کے بعد دیگر مآخذ کی نشان دہی کر دی ہے۔ آخر میں اشاریے ہیں۔

مرآت الخیال، شیر علی خان لودھی

تذکرہ مرآۃ الخیال*، شیر علی خان لودی، بہ اہتمام حمید حسنی، با ہمکاری بہروز صفرزادہ، ناشر: روزنہ، تہران، بہار ۱۳۷۷ش/۱۹۹۸ء، یہ مطبوعہ بمبئی ۱۳۲۴ھ پر مبنی ہے۔ مرتّب نے اپنے کام کے بارے میں بتایا ہے: "نویسندہ ھندی است و نثر وی خالی از ابہام نیست۔ برخی مشکلات این چنینی برطرف شدند و یا غلط ھا قیاسا تصحیح گردیدند۔ بسیاری از اشتباھات تاریخی تذکرہ نویسان متقدم تر را صاحب کتاب حاضر نیز تکرار کردہ است۔ نگارندہ در یادداشت ھای خود بہ نقد یا اصلاح آنھا دست بردہ است۔" (ص 'ہجدہ' ملخصاً) یعنی مصنف چوں کہ ہندی نژاد ہے اس کی فارسی نثر میں ابہام پایا جاتا ہے۔ اس نوعیت کی مشکلات کو دور کیا گیا ہے یا قیاسی تصحیح سے کام لیا گیا ہے۔ مصنف نے قدیم تذکرہ نگاروں کی تاریخی غلطیوں کا بھی اعادہ کیا ہے جسے

مرتّب نے اپنی تعلیقات میں درست کیا ہے یاان پر تنقید کی ہے۔آخر میں یادداشت ہای مصحح اور فہرست ہاے راہنما ہیں۔

مردم دیدہ، عبدالحکیم حاکم لاہوری (حکیم بیگ خان)

تذکرۂ مردمِ دیدہ*، عبدالحکیم حاکم لاہوری، تصحیح علی رضا قزوہ، ناشر: کتابخانہ، موزہ و مرکز اسناد مجلس شورای اسلامی، تہران،۱۳۹۰ش/۲۰۱۲ء، یہ اشاعت، مرتّبہ ڈاکٹر سید عبداللہ، مطبوعہ لاہور،۱۹۶۱ءاور سالار جنگ میوزیم حیدرآباد دکن کے مخطوطہ شمارہTad44/2پر مبنی ہے۔ایرانی مرتّب کا دعوی ہے کہ مرتّبہ ڈاکٹر عبداللہ میں جو غلطیاں تھیں وہ درست کردی گئی ہیں۔ لیکن صورت حال یہ ہے کہ ایرانی اشاعت میں نئی غلطیاں داخل ہوگئی ہیں۔ایک ہی صفحے ۱۹۵پر تین غلطیاں نظر سے گذریں: حاجی محمد امین کولالی (بجاے کولابی) نقشبندی؛ میاں محمد کظیم (بجاے کلیم)؛ حضرت محمد (محمد زائد ہے) مجددالف ثانی۔ ص۱۹۶پر پسر حضرت شیخنا کو پسر حضرت شیخنا لکھا ہے۔

معدن الجواہر، محمد مہدی واصف مدراسی

تذکرہ معدن الجواہر**، محمد مہدی واصف مدراسی، مقدمہ، تصحیح و تعلیقات محمد خشکاب، ناشر: منشور سمیر و بنیاد شکوہی، تہران، ۱۳۹۶ش/۲۰۱۷ء، ۲ جلد، مرتّب نے دو قلمی نسخوں سے استفادہ کیا ہے۔مرکز احیاء میراث اسلامی، قم (شمارہ۱۸۸۵)اور کتابخانہ ملی ایران، تہران (۵-۲۰۱۷۷)۔مقدمہ کے علاوہ اشاریہ تیار کیا ہے۔ ہر شاعر کے حالات کے آخر میں تعلیقات کی جگہ مزید حالات کے لیے مآخذ کی نشان دہی کی ہے۔

مقالات الشعرا، قیام الدین حیرت اکبرآبادی

تذکرۂ مقالات الشعرا*، قیام الدین حیرت اکبرآبادی، تحقیق علی رضا قزوہ، کتابخانہ، موزہ و مرکز اسناد مجلس شورای اسلامی، تہران،۱۳۹۶ش/ ۲۰۱۷ء، یہ مرتّبہ نثار احمد فاروقی مطبوعہ دہلی،۱۹۶۸ءپر مبنی ہے اور اس کا مقابلہ رضا لائبریری رامپور کے ایک قلمی نسخے (شمارہ۲۴۱۲) سے کیا گیا ہے۔ایرانی اشاعت تعلیقات کے بغیر لیکن اشاریوں کے ساتھ ہے۔ایرانی مرتّب کا کہنا ہے:"در چاپ حاضر، افتادگی ها، نواقص و غلط خوانی های نسخۂ چاپی دهلی رفع شده۔" (ص بیست و چہار)یعنی موجودہ اشاعت میں دہلی اشاعت کے نواقص اور قرائت متن کی غلطیاں دور کردی گئی ہیں۔جب کہ خود ایرانی اشاعت میں ویسی ہی غلطیاں موجود ہیں مثلاً: صوبہ داری بنگالہ کو صومعہ داری بنگالہ (ص بیست و یک)، دیوان غزلیات کو دیوان عزلیات (۳۹)، کسوت ہای فاخرہ کو سکوت ہای فاخرہ (۵۳)، عبداللطیف کو عبدالطیف (۱۰۳)، داروگگی کو داروعگی (۱۰۴)، مبارک اللہ واضح کو واضع (۱۲۵) لکھا ہے۔

تذکرے کے مصنف حیرت اکبرآبادی کا اسلوب ہے کہ وہ شعرا کے نام کی رعایت سے سجعے لاتا ہے جیسے "جامع الکمالات والحسنات میاں محمد حیات"۔ اسی تذکرے میں جب مصنف نے اپنا تذکرہ کیا ہے تو جو سجعے نقل ہوئے ہیں وہ کسی طرح مصنف کے نام کے ساتھ موزوں نہیں ہیں۔ اس نے اپنا نام یوں لکھا ہے: تختہ مشق هجویری، معنی لفظ سادگی (ص ۴۵) یہ کلمات مبہم اور نامفہوم ہیں۔ یہ مطبوعہ دہلی میں بھی ایسا ہی ہے۔ ایرانی اشاعت تعلیقات کے بغیر، لیکن اشاریوں سمیت ہے۔

منتخب التواریخ، عبدالقادر بدایونی

منتخب التواریخ*، عبدالقادر بن ملوک شاہ بداؤنی، بہ تصحیح مولوی احمد علی صاحب، با مقدمہ و اضافات توفیق ہ سبحانی، ناشر: انجمن آثار و مفاخر فرہنگی، تہران، ۱۳۷۹ش/۲۰۰۲ء، یہ دراصل منتخب التواریخ کی کلکتہ اشاعت ۶۹-۱۸۶۴ء مرتّبہ منشی احمد علی، کبیر الدین احمد، ولیم ناسو لیس، جلد سوم پر مبنی ہے جو مشائخ، فضلا، اطبا، شعرا کے حالات پر مشتمل ہے۔ ایرانی مرتّب یا ناشر نے سرورق پر کسی جلد شمار کا اظہار نہیں کیا ہے اور اسے محض منتخب التواریخ نام سے شائع کیا ہے۔ سرورق پر ایرانی مرتّب کی طرف سے "با مقدمہ و اضافات" سے مراد چار صفحات کا تعارفی مقدمہ و آخر میں ہندی یا اردو الفاظ کی فارسی فرہنگ ہے۔ نیز اشاریوں کا اضافہ کیا ہے۔

منتخب اللطایف، رحم علی خان ایمان

۱۔ تذکرہ منتخب اللطایف*، رحم علی خان ایمان، با مقدمہ تاراچند، باہتمام سید محمد رضا جلالی نائینی وسید امیر حسن عابدی، چاپ تابان، تہران، ۱۳۴۹ش/۱۹۷۰ء، یہ دہلی یونیورسٹی لائبریری کے قلمی نسخے مکتوبہ ۱۲۲۶ھ کی عکسی اشاعت ہے۔ آخر میں رجال کے نام کا ایک اشاریہ ہے۔

۲۔ منتخب اللطایف، رحم علی خان ایمان، تصحیح و توضیح حسین علی زادہ و مہدی علی زادہ، ناشر: طہوری، تہران، ۱۳۸۶ش/۲۰۰۷ء، یہ دہلی یونیورسٹی کے نسخے یا اسی کی مذکورہ بالا عکسی اشاعت پر مبنی ہے۔ مرتّبین نے حاشیے میں مختصر تعلیقات اور آخر میں اشاریوں کا اہتمام کیا ہے۔

میخانہ، عبدالنبی فخزالزمانی قزوینی

تذکرہ میخانہ، ملا عبدالنبی فخزالزمانی قزوینی، بہ تصحیح احمد گلچین معانی، ناشر: اقبال، تہران، طبع اول ۱۳۴۰ش/۱۹۶۱ء، طبع چہارم ۱۳۶۴ش/۱۹۸۵ء، طبع پنجم ۱۳۶۷ش/۱۹۸۸ء*، طبع ششم ۱۳۷۵ش/۱۹۹۶ء۔ یہ دو قلمی نسخوں پر مبنی ہے۔ ایک نسخہ مرتّب کے ذاتی کتب خانے (مشہد) کا اور دوسرا رضا لائبریری رام پور کا

ہے۔ مرتّب نے حاشیے میں بہت مفصل توضیحات کا اہتمام کیا ہے۔ آخر میں تکملۂ حواشی و استدراکات اور اشاریے ہیں۔ قرائت متن، ترتیب و تدوین کا عمدہ نمونہ ہے۔

نتائج الافکار، محمد قدرت اللہ گوپاموی

تذکرۂ نتائج الافکار*، محمد قدرت اللہ گوپاموی، تصحیح و تعلیق یوسف بیگ باباپور، ناشر: مجمع ذخائر اسلامی، قم، ۱۳۸۷ش/۲۰۰۸ء، یہ بہ کوشش خاضع الہ آبادی، مطبوعہ مطبع سلطانی بمبئی ۱۳۳۶ش/۱۹۵۷ء پر مبنی ہے۔ ایرانی مرتّب کا یہ کہنا کہ بمبئی مذکورہ اشاعت اس کی پندرہویں اشاعت تھی، بالکل غلط بات ہے۔ خاضع نے اسے ایک ہی بار شائع کیا تھا۔ مرتّب کا یہ بھی کہنا ہے: "باوجود آن کہ چند نسخۂ خطی از این اثر در کتابخانہ ھای ھند و پاکستان است، بر آن شدیم تا آن را از روی چاپ سنگی طبع ھند احیا کنیم۔" (مقدمہ، ص ۲۴)۔ یعنی اس تذکرے کے ہند و پاکستان میں قلمی نسخے موجود ہونے کے باوجود انھوں نے ہند کی اشاعت کو دوبارہ زندہ کرنا مناسب سمجھا۔ مرتّب کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ تذکرہ دو جلدوں میں شائع ہوگا۔ پہلی جلد متن اور مجمل مقدمے پر اور دوسری جلد تعلیقات و توضیحات و اشاریے اور کشف الابیات وغیرہ پر مشتمل ہوگی۔ لیکن تاحال اس کی پہلی جلد ہی شائع ہوئی ہے۔ جو تعلیقات اور اشاریوں کے بغیر ہے اور آخر میں صرف شعرا کی فہرست ہے۔

نسخۂ زیبای جہانگیر، مطربی سمرقندی

نسخۂ زیبای جہانگیر*، مطربی سمرقندی، بہ کوشش اسماعیل بیگ جانف و سید علی موجانی، ناشر: کتابخانۂ بزرگ حضرت آیت اللہ العظمی مرعشی نجفی، قم، ۱۳۷۷ش/۱۹۹۸ء، یہ تذکرہ، مصنف بخارا سے تیار کر کے ہندوستان لایا اور جہانگیر بادشاہ کو پیش کیا۔ یہاں جہانگیر سے اس کی متعدد ملاقاتیں ہوئیں، ان کا احوال آخر میں ملحق کیا۔ خود جہانگیر نے اپنے عہد شاہزادگی میں عہد اکبر کے فارسی شعرا کے حالات پر ایک مسودہ لکھا تھا۔ جہانگیر نے وہ مطربی کے حوالے کیا جو اس نے نسخۂ زیبای جہانگیر کے آخر میں بطور ضمیمہ شامل کیا۔ یہ اشاعت اس تذکرے کے واحد قلمی نسخے انڈیا آفس لندن (شمارہ ۳۰۲۳) پر مبنی ہے۔ تصحیح یا نسخہ نقل کرنے کا بنیادی کام اسماعیل بیگ جانف کا ہے جو علی موجانی کی کوشش سے چھپا ہے۔ اس اشاعت میں اکثر اسما غلط چھپے ہیں اور قرائت متن بہت کمزور ہے۔ عبداللہ برزش آبادی کو سروش آبادی (۴۷)، آگہ شبر غانی کو آگاہی شبر غانی (۱۴۹)، چیرۂ زر تار کو جیرۂ زر تار (۲۷۳)، شیری لاہوری کو شربی لاہوری (۳۱۹)، میر معصوم بکری کو میر معصوم بابری (۳۲۷)، نظیری کو ناظری (۳۳۸) لکھا ہے۔ ص ۳۴۴ پر نسخے کا ترقیمہ دوبار چھپ گیا ہے۔ متن میں ایک جگہ ایک جملہ ہے: از ملازمتِ

حضرت، حسب الحکم بہ بنگالہ رفت (۳۳۱)، دوران طباعت حسب الحکم کی جگہ حب الحکم (۳۳۱) چھپ گیا ہے اور اشاریہ سازنے اسے شخص کا نام سمجھ کر اشاریے میں ''حب الحکم حضرت''کے تحت درج کر دیا ہے! (۳۴۸)"

نشتر عشق، حسین قلی خان عاشق عظیم آبادی

تذکرہ نشتر عشق*، حسین قلی خان عظیم آبادی متخلص بہ عاشق، تصحیح و تعلیقات سید کمال حاج سید جوادی، ناشر: مرکز پژوہشی میراث مکتوب، تہران، ۱۳۹۱ش/۲۰۱۳ء، ۲ جلد اور ہر جلد کے ۲ حصے (جلد اول: حصہ الف، حصہ ب؛ جلد دوم: حصہ الف، حصہ ب)۔ اس اشاعت کی بنیاد رضا رام پور (شمارہ ۲۹) نسخے پر ہے اور مزید چھے نسخوں سے مقابلہ کیا گیا ہے۔ نیز مرتّبہ اصغر جانفدا، مطبوعہ دوشنبہ تاجکستان، ۱۹۸۱ء سے بھی مدد لی گئی ہے۔ جلد دوم: حصہ ب تعلیقات اور اشاریوں پر مشتمل ہے۔

نگارستان سخن، سید نور الحسن بھوپالی

نگارستان سخن، ابوالخیر سید نورالحسن، مقدمہ و تصحیح رحمان ذبیحی و رحیم ہادی انداب جدید، ناشر: ہاوار، ایلام، ۱۳۹۴ش/۲۰۱۵ء، یہ اشاعت، مرتّبہ مولوی سید ذوالفقار احمد، مطبوعہ مطبع شاہجہانی، بھوپال، ذیقعدہ ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء پر مبنی ہے۔ ایرانی مرتّبین نے صرف شعرا کے ناموں کے اشاریے کا اضافہ کیا ہے۔

نفایس المآثر، علاء الدولہ کامی قزوینی

تذکرہ نفایس المآثر*، علاء الدولہ کامی قزوینی، تحقیق و تصحیح سعید شفیعیون، ناشر: کتابخانہ، موزہ و مرکز اسناد مجلس شورای اسلامی، تہران و سازمان چاپ و انتشارات، تہران، ۱۳۹۵ش/۲۰۱۶ء، یہ چار مخطوطات کی بنیاد پر مرتّب ہوا ہے۔ میونخ جرمنی شمارہ ۳؛ رضا رامپور شمارہ ۲۴۳۹؛ علی گڑھ یونیورسٹی شمارہ ۶۲۵؛ برٹش میوزیم شمارہ Or1761۔ مرتّب نے جامع مقدمہ، مفصل تعلیقات اور متنوع اشاریوں کا اضافہ کیا ہے اور تدوین کا ایک اچھا نمونہ پیش کیا ہے۔ تعلیقات میں بعض تسامحات بھی ہیں، جیسے کلکتہ کو ہندوستانی ریاست ''سازا'' کا دارالحکومت بتایا گیا ہے (ص ۸۴۲) جب کہ اس نام سے ہندوستان میں کوئی ریاست نہیں ہے۔

ہفت آسمان، آغا احمد علی احمد

تذکرہ ہفت آسمان*، مولوی آغا احمد علی احمد، ناشر: کتابفروشی اسدی، تہران، ۱۹۶۵م، یہ مرتّبہ بلاخمان، مطبوعہ بپتست مشن پریس کلکتہ ۱۸۷۳ء کی ہو بہو عکسی اشاعت ہے۔

ہفت اقلیم، امین احمد رازی

۱۔ ہفت اقلیم، امین احمد رازی، ناشر: وزارت فرہنگ، مطبع شرکت سہامی چاپ، تہران، بلا تاریخ، اقلیم سوم تک۔

۲۔ ہفت اقلیم*، امین احمد رازی، با تصحیح و تعلیق جواد فاضل، ناشر: کتابفروشی علی اکبر علمی و کتابفروشی ادبیّہ، تہران، ۱۳۴۰ش/۱۹۶۱ء، ۳ جلد، ان تین جلدوں میں کسی ایک پر بھی مقدمہ نہیں ہے جس سے معلوم ہو سکے کہ مرتّب نے کس نسخے کو سامنے رکھا ہے۔ ہفت اقلیم کے کچھ حصے اس سے پہلے ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ سے شائع ہو چکے تھے۔ جواد فاضل کی اشاعت کے بارے میں گلچین معانی کی رائے بہت بے باکانہ ہے: "[یہ کتاب] اس قدر غلط سلط چھپی ہے کہ ایران کی مطبوعات کی تاریخ میں کوئی اور کتاب اتنی رسوا کن نہ چھپی ہو گی۔ اس اشاعت میں اگر کوئی چیز نہیں ہے تو وہ کوئی ٹھیک لفظ، درست نام اور صحیح شعر ہے۔ حواشی اور تعلیقات کا بھی نشان نہیں ملتا۔ حالانکہ اس تذکرے کے متعدد قلمی نسخے کئی پبلک اور نجی کتب خانوں میں ملتے ہیں، لیکن کتاب فروشی ادبیہ کا مغلوط اور غیر مرتّب نسخہ کسی ایک قلمی نسخے سے بھی نہیں ملایا گیا اور نہ تصحیح کی گئی ہے۔ بلکہ چھپائی میں مزید غلطیوں کا اضافہ ہو گیا ہے، جب کہ ساتھ غلط نامہ بھی نہیں ہے!" (تاریخ تذکرہ ہای فارسی، ج ۲، ص ۴۱۱)۔ ہفت اقلیم کے ایک اور ایرانی مرتّب حسرت (اس کا ذکر آگے آئے گا) کا کہنا ہے کہ جواد فاضل اپنے زمانے کے مقبول ناول نگار تھے اور ان کے ناولوں کے بھرپور ایڈیشن نکلتے تھے۔ ہفت اقلیم جیسی کلاسیک کتاب کی ترتیب و تدوین ان کے بس کی بات نہیں تھی۔ عین ممکن ہے کہ ایرانی ناشر نے ان کے نام سے فائدہ اٹھایا ہو اور جلد پر ان کا نام بطور مصحح چھاپ دیا ہو (مقدمہ، جلد اول، صفحہ چہاردہ)۔

۳۔ تذکرۂ ہفت اقلیم*، امین احمد رازی، تصحیح و تعلیقات و حواشی سید محمد رضا طاہری "حسرت"، ناشر: سروش، تہران، ۱۳۷۸ش/۱۹۹۰ء، ۳ جلد۔ مرتّب نے تین قلمی نسخوں اور دو سابقہ اشاعتوں سے استفادہ کیا ہے۔ قلمی نسخوں میں مدرسۂ عالی شہید مطہری، تہران، شمارہ ۱۱۲۳؛ ملک تہران شمارہ ۴۳۱۳ اور دانشکدہ ادبیات مشہد مکتوبہ ۱۰۸۶ھ احمد آباد گجرات اور سابقہ طباعتوں میں کلکتہ اور تہران اشاعت شامل ہیں۔ مرتّب نے حواشی اور اشاریوں کا اہتمام کیا ہے۔

ہیمالیا، سید علی رضا نقوی و جلیل دوست خواہ

ہیمالیا*، (برگزیدۂ شعر پانزدہ تن از شاعران اردو زبان)، ترجمہ سید علی رضا نقوی و جلیل دوست خواہ، ناشر: کتابخانہ طہوری، تہران، خرداد ماہ ۱۳۴۲ش/ ۱۹۶۳ء، بیسویں صدی کے پندرہ نامور اردو شعرا کے اردو کلام کا فارسی ترجمہ مع حالات ہے۔

ایسے تذکرے جن پر ایران میں کام ہوا ہے لیکن ابھی شائع نہیں ہوئے:

تصحیح انتقادی تذکرہ تحفۃ الشعرا تالیف بابا افضل بیگ خان اورنگ آبادی با تحقیق در احوال وسبک مولف، بہ کوشش مطہرہ آزادی خواہ، دانشکدہ علوم انسانی دانشگاہ سمنان، شہریور ۱۳۹۱ش/ ۲۰۱۲ء، ایم اے کا سندی مقالہ ہے۔اس میں آصفیہ حیدرآباد دکن کے دو نسخوں (ایک کی تاریخ کتابت ۱۱۸۵ھ ہے) اور ایک مطبوعہ مرتّبہ حفیظ قتیل، حیدرآباد دکن ۱۹۶۱ء سے استفادہ کیا گیا ہے۔یہ سندی مقالہ بھی مظہر جان جانان کے حالات پر ختم ہو جاتا ہے۔

تذکرۂ حسینی، میر حسین دوست سنبھلی، الہام زاد افشار، بہ راہنمائی سعید شفیعیون، دانشکدۂ ادبیات، دانشگاہ اصفہان، سندی مقالہ برائے ایم اے، ۱۳۹۵ش/ ۲۰۱۶ء

تذکرۂ حسینی، میر حسین دوست سنبھلی، بہ تصحیح محمد خشکاب

مجمع النفایس (بخش معاصران)، سراج الدین علی خان آرزو، الہام زاد افشار، بہ راہنمائی سعید شفیعیون، دانشکدۂ ادبیات، دانشگاہ اصفہان، سندی مقالہ برائے پی ایچ ڈی، ۲۰۲۲ء

صوفیا کے تذکرے

اخبار الاخیار فی اسرار الابرار، شیخ عبدالحق محدث دہلوی

اخبار الاخیار فی اسرار الابرار*، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، تصحیح و توضیح علیم اشرف خان، ناشر: انجمن آثار و مفاخر فرہنگی، تہران، ۱۳۸۴ش/ ۲۰۰۵ء، یہ کتاب کے مرتّب کا شعبۂ فارسی دہلی یونی ورسٹی میں پی ایچ ڈی کا تھیسز ہے۔اس میں انھوں نے تین قلمی نسخوں سے استفادہ کیا ہے۔سالار جنگ میوزیم حیدرآباد دکن شمارہ TS494 مکتوبہ ۱۰۸۰ھ؛ دارالعلوم دیوبند مکتوبہ ۱۰۱۴ھ؛ کتابخانۂ ہر دیال دہلی شمارہ 363 مکتوبہ ۱۱۲۶ھ۔مرتب نے حاشیے میں کہیں کہیں توضیحات لکھی ہیں۔تعلیقات کا الگ سے کوئی اہتمام نہیں ہے۔آخر میں اشاریے موجود ہیں۔توفیق ہ سبحانی نے مختصر تقریظ لکھی ہے جس میں کتابت کی بے شمار اغلاط ہیں۔جیسے مظفر حسین صبا کو صہبا (ص شش)، سید عبدالقادر تتوی کو تقوی (ایضاً)، فرہنگ زفان گویا کو زمان گویا (ایضاً)، حسن علا سجزی کو محسن علا (ص ہفت)، تاریخ حقی کو تاریخ محقی (ایضاً) لکھا ہے۔

تاریخ تصوف در ہند، اطہر عباس رضوی[۱۲]

تاریخ تصوف در ہند جلد اول*، سید اطہر عباس رضوی، ترجمہ منصور معتمدی، ناشر: مرکز نشر دانشگاہی، تہران، ۱۳۸۰ش/۲۰۰۱ء، یہ مصنف کی دو جلدوں پر مشتمل انگریزی تصنیف A History Of Sufism In India (شائع کردہ منشی رام منوہر لال پبلشرز، دہلی، ۱۹۷۸ء) کی پہلی جلد کا فارسی ترجمہ ہے۔ جو آغاز تصوف اور ہندوستان میں مختلف سلاسلِ تصوف کے بارے میں ہے۔ راقم السطور نے اس ترجمے پر الگ سے تبصرہ شائع کیا ہے جس میں اس ترجمے کی خامیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔[۱۳]

تاریخ کبیر کشمیر الموسوم بہ تحایف الابرار فی ذکر اولیاء الاخیار، ابو محمد حاجی محی الدین متخلص بہ مسکین کشمیری

تحایف الابرار فی ذکر اولیاء الاخیار (درذکر احوال و کرامات عرفای ہند)*، ابو محمد مسکین بن محی الدین الحنفی الکبروی سرہندی، بہ کوشش عیوض ہوشیار، یوسف بیگ باباپور، ناشر: مکتب اسنوند، مراغہ، ۱۳۹۵ش/۲۰۱۶ء۔ یہ کشمیر کے سادات، رشیوں، مشایخ و صلحا، علما و فضلا، مجاذیب، شعرا کا تذکرہ ہے جو ۱۳۱۰ تا ۱۳۲۱ھ (۱۸۹۲تا۱۹۰۴) تصنیف ہوا اور پہلی بار مصنف کے بھائیوں مولوی احمد شاہ واعظ اور عبدالغنی کے اہتمام سے مطبع سورج پرکاش، امرتسر سے ۱۳۲۱ھ ۱۹۰۳-۱۹۰۴ء میں چھپ کر شائع ہوا۔ ایرانی مرتبین نے اسی اشاعت کو بنیاد بنایا ہے، اگرچہ اس کے بارے میں صرف "نسخہ چاپ سنگی ہند" لکھا ہے (ص۶) اور ہندی اشاعت کی کوئی تفضیل نہیں دی۔ ایرانی مرتبین نے کئی مقامات پر حذف و تعدیل سے کام لیا ہے بالخصوص جہاں مصنف نے شیعہ عقاید پر گرفت کی ہے، مرتبین نے اسے نکال دیا ہے (برخی مباحث تعصبی آن را در حق اہل تشیع حذف یا تعدیل کردیم، ص۶)۔ جہاں جہاں سے مرتبین سے عبارتیں نہیں پڑھی گئیں یا مقامی نام ان کے لیے غریب تھے، وہاں نقطے لگا دیے ہیں۔ قرائت متن کی بے شمار اغلاط موجود ہیں۔ سپاس بیقیاس کو سپاس بہ قیاس، منصۂ ظہور کو منصبہ ظہور لکھا ہے (ص۹)۔ اشخاص، کتب اور جگہوں کے نام ٹھیک طور سے نہیں پڑھے گئے۔ شیخ محمد مراد ٹنگ کو محمد مراد بنگ، عبدالصبور کو عبدالقبور (ص ۱۲)، زبدۃ الاخبار کو زبدۂ الخبار، مخزن کشمیر کو محریمن کشمیر، بکرمی سال کو بہ کرمی سال (ص ۱۳)، خواجہ قاسم ترمذی کی نسبت ترندی اور شیخ نور محمد آفتاب رعنا واڑی کی نسبت رعناداری ہو گئی ہے (ص ۴۹۳)۔ مصنف کا نام جو ابو محمد محی الدین مسکین ہے سرورق پر اسے ابو محمد مسکین بن محی الدین لکھ دیا ہے۔ مصنف کی وابستگی شیخ احمد سرہندی سے ہے جسے مرتبین نے شیخ احمد یسوی بنا دیا ہے (ص ۵)۔ آب و دانہ کو آب ولانہ (ص ۸۵۰) لکھا ہے۔ ایک جگہ مصنف نے لکھا ہے کہ "در شہر لاہور بہ مقام باغبان پورہ از خدمت پیر عبداللہ شاہ

پیشاوری مستفید گردیدم"(طبع امر تسر) جسے ایرانی مرتبین نے "در شہر لاہور مقام یافت واز خدمت پیر۔۔۔الی آخر" پڑھا ہے (ص ۸۵۱)۔ ہندوستان میں معمول کچھ اوراد و وظائف ایرانی مرتبین کے لیے بالکل ناآشنا ہیں اسی لیے ان کے نام غلط سلط لکھے ہیں۔ درود حضور کو ورود و حضور، حزب البحر کو حرب البحر لکھا ہے (ص ۸۵۱)۔ مصنف نے سنین بڑی احتیاط کے ساتھ اعداد کی بجاے عبارتوں میں لکھے تھے تاکہ غلطی کا احتمال نہ رہے لیکن ایرانی مرتبین نے سنین کی عبارتوں میں درمیان سے ایک لفظ چھوڑ دیا ہے جس سے تاریخ مسخ ہو گئی ہے جیسے: مصنف نے اپنا سال ولادت "یک ہزار و دو صد وہشتاد ودو" لکھا ہے (طبع امر تسر، ص ۳۶۳) ایرانی اشاعت میں صرف "ہزار و دویست وہشتاد" چھپا ہے (ص ۸۵۰)۔ مصنف نے اپنے والد کی وفات "در سنہ یک ہزار و سہ صد و ہفت" لکھی ہے (طبع امر تسر، ص ۳۶۴) جو ایرانی اشاعت میں ہزار و سی صد و ہفت ہو گئی ہے (ص ۸۵۲)۔ مصنف نے اپنی کتاب عین الجاری شرح اربعین القاری کا سال تصنیف "یک ہزار و سہ صد و نہ" لکھا تھا (ایضاً) جسے ایرانی اشاعت میں "ہزار و سی صد و نہ" لکھا ہے یعنی ایک کا عدد چھوڑ دیا ہے اور سہ کو سی بنا دیا ہے۔ اتنی ضخیم کتاب جس میں سینکڑوں رجال، کتب اور مقامات کے نام ہیں کسی قسم کے اشاریے کے بغیر ہے۔ امر تسر اشاعت کے آخر میں کتاب میں مذکور رجال کی ایک جامع فہرست ہے جس سے کم از کم کسی شخص کا نام تلاش کرنے میں مدد مل جاتی ہے لیکن ایرانی اشاعت میں کسی قسم کی کوئی فہرست نہیں ہے جس سے معلوم ہو سکے کہ اس کتاب میں کس کس کا ذکر ہوا ہے۔ غرض ایک نہایت ہی عمدہ ہندوستانی تصنیف کو ایرانی مرتبین نے بالکل مسخ کر دیا ہے اور ۸۵۳ صفحات پر مشتمل اس کتاب سے آپ کوئی نام تلاش نہیں کر سکتے۔

ثمرات القدس من شجرات القدس، میرزا لعل بیگ لعلی بدخشی

ثمرات القدس من شجرات القدس*، میرزا لعل بیگ لعلی بدخشی، مقدمہ، تصحیح و تعلیقات سید کمال حاجی سیّد جوادی، ناشر: پژوہشگاہ علوم انسانی و مطالعات فرہنگی، تہران، ۱۳۷۶ش بہ ۱۹۹۶ء؛ اس کا سال تالیف تقریباً ۱۰۱۱ھ ہے۔ تذکرے کی خصوصیت یہ ہے کہ صرف برّصغیر کے صوفیہ کے حالات پر مبنی ہے۔ اس کی اشاعت میں پاکستان کے دو قلمی نسخوں (قومی عجائب گھر پاکستان، کراچی؛ مولانا نصرت نوشاہی، شرق پور) سے استفادہ کیا گیا ہے۔ خود کتاب میں مصنف کے ذاتی حالات پر بے شمار اشارات موجود ہیں لیکن مرتّب تذکرہ نے ان سے قطعاً کوئی اعتنا نہیں کیا اور مصنف کے حالات کی جستجو کیے بغیر مقدمہ لکھ دیا ہے۔ آخر میں تعلیقات اور اشاریے موجود ہیں۔

خزینۃ الاصفیا، مفتی غلام سرور لاہوری

خزینۃ الاصفیاء، غلام سرور سرورلاہوری، بہ کوشش بہداد اربابی، ناشر: منشور امید، ۱۳۸۳ش/۲۰۰۴ء، یہ اشاعت راقم السطور نے نہیں دیکھی صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ کسی ہندوستانی اشاعت کا عکس ہے۔ خزینہ مطبع ہوپ، لاہور (۱۲۸۴ھ)، مطبع ثمر ہند، لکھنو (۱۲۹۰ھ) اور مطبع منشی نول کشور، کانپور (۱۸۹۴، ۱۹۰۲، ۱۹۱۴ء) میں طبع ہو کر شائع ہوئی تھی۔

ذکر جمیع اولیای دہلی، حبیب اللہ بن شیخ جہان اکبرآبادی دہلوی

-ذکر جمیع اولیای دہلی **، حبیب اللہ، بہ کوشش یوسف بیگ باباپور و مسعود غلامیہ، ناشر: منشور سمیر، تہران، ۱۳۹۵ش/۲۰۱۶ء، یہ تذکرہ پہلے ڈاکٹر شریف حسین قاسمی نے مرتب کیا تھا اور ۸۸-۱۹۸۷ء اور ۲۰۱۵ء میں عربیک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ٹونک، ہندوستان سے دو بار چھپ چکا ہے۔ یہ ایرانی اشاعت اسی پر مبنی ہے لیکن مرتبین کی "یادداشت" میں اسے پاکستان کی اشاعت بتایا گیا ہے: چندی پیش همین تذکره در پاکستان (مرکز تحقیقات زبان فارسی) به چاپ رسیده بود--- دستایۀ ما در این احیا همان چاپ پاکستان بوده است۔" یعنی کچھ عرصہ پہلے یہ تذکرہ پاکستان میں مرکز تحقیقات زبان فارسی سے چھپا تھا اور ہماری اشاعت اسی پاکستانی اشاعت کا احیاء ہے۔ غالباً مرتبین کو نہیں معلوم کہ ٹونک ہندوستان کی ریاست راجستھان میں ہے۔ تعجب ہے انھوں نے اصل مرتب ڈاکٹر شریف حسین قاسمی کا کہیں نام نہیں لیا جن کی مرتّبہ کتاب سے انھوں نے اپنے نام سے کتاب تیار کی ہے۔ کتاب کے شروع میں مذکور اولیا کی فہرست درج ہے لیکن آخر میں کسی قسم کا مزید اشاریہ نہیں ہے۔

سیر الاقطاب، الہدیہ بن عبدالرحیم چشتی کیرانوی

-خواجگان چشت: سیر الاقطاب، مجموعہ زندگی نامہ ہاے مشائخ چشتیہ *، شیخ اللہ دیہ بن شیخ عبدالرحمان چشتی، مقدمہ، تصحیح، فہرست ہا و توضیح از: محمد سرور مولایی، ناشر: نشر علم، تہران، ۱۳۸۶ش، کتاب کے مرتب افغانستان کے ہیں لیکن ایران میں مستقل سکونت رکھتے ہیں۔ اپنے پیش گفتار میں انھوں نے یہ تو بتایا ہے کہ سیر الاقطاب پہلی بار ۱۳۰۶ھ/ ۱۸۷۷ء میں مطبع نول کشور لکھنو سے چھپی اور اسی مطبع سے چوتھی بار ۱۳۳۱ھ /۱۹۱۳ء میں طبع ہوئی لیکن وہ یہ نہیں بتاتے کہ ان کی بنیاد کس اشاعت پر ہے۔ چوں کہ کسی قلمی نسخے کی طرف بھی اشارہ نہیں کیا اس لیے گمان غالب ہے کہ کسی نول کشوری اشاعت کو ہی سامنے رکھا ہے۔ مرتب نے ایک مقدمہ اور چند اشاریوں کا اہتمام کیا ہے۔

سیر العارفین، حامد بن فضل اللہ جمالی دہلوی

-مرآت المعانی بہ انضمام گزیدہ سیر العارفین*، جمالی دہلوی، بہ تصحیح و با مقدمہ نصر اللہ پورجوادی، ناشر: انتشارات حقیقت، تہران، ۱۳۸۴ش، سیر العارفین ہندوستانی اولیا کا مفصل تذکرہ ہے جو مطبع رضوی دہلی، ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء سے چھپا تھا، یہ ایرانی اشاعت اسی پر مبنی اور تلخیص ہے۔اس ملخص میں بہاالدین زکریا ملتانی، فخر الدین عراقی، امیر حسینی ہروی، حسن افغان، سفر مولف بہ ہرات و دیدار با عبدالرحمان جامی، حمید الدین ناگوری، سماالدین دہلوی کے حالات شامل ہیں۔اشاریہ نہیں ہے۔اس تلخیص کے ساتھ جمالی کی ایک فارسی مثنوی مرآت المعانی مکمل شائع ہوئی ہے۔

سکینۃ الاولیا، محمد دارا شکوہ

-سکینۃ الاولیا*، محمد دارا شکوہ فرزند شاہ جہان، بہ کوشش تاراچند و سید محمد رضا جلالی نائینی، ناشر: موسسہ مطبوعاتی علمی، تہران، [۱۹۶۵ء/ ۱۳۴۴ش]، مصنف کے حالات میں مقدمہ اور اشاریے ہیں۔یہ حضرت میاں میر لاہوری اور ان کے اصحاب کا تذکرہ ہے۔

کشف المحجوب، ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری غزنوی مشہور بہ داتا گنج بخش لاہوری

- کشف المحجوب، علی بن عثمان ہجویری، بہ تصحیح و مقدمہ والنتین ژوکوفسکی، بہ اہتمام محمد عباسی، موسسہ مطبوعاتی امیر کبیر، تہران، طبع اول، ۱۳۳۶ش/۱۹۵۷ء، کتاب کا ایک حصہ تصوف کے مسائل پر اور ایک حصہ اولیااللہ کے حالات پر مشتمل ہے۔یہ لینن گراڈ اشاعت (۱۹۲۶ء) کا عکس ہے۔مرتب نے اس پر روسی مقدمہ لکھا تھا، ایرانی اشاعت میں اس کا فارسی ترجمہ کیا گیا ہے۔مرتب نے ویانا اسٹریا کا نسخہ مخطوطہ شمارہ ۳۳۴، اساس قرار دے کر دیگر چار نسخوں سے تقابل کیا ہے۔یہ کشف المحجوب کی پہلی تنقیدی اشاعت ہے۔
- کشف المحجوب، بہ تصحیح علی قویم، ناشر: تہران، ۱۳۳۷ش/۱۹۵۸ء، یہ اشاعت مہدی قلی ہدایت (ایران) کے کتب خانے کے قلمی نسخے پر مبنی ہے۔
- کشف المحجوب**، ابوالحسن علی بن عثمان الجلابی الہجویری الغزنوی، تصحیح و۔ژوکوفسکی، با مقدمہ قاسم انصاری، ناشر: کتابخانۂ طہوری، تہران، طبع سوم ۱۳۵۸ش/۱۹۷۹ء؛ طبع چہارم ۱۳۷۵ش/۱۹۹۶ء، مرتبہ ژوکوفسکی مطبوعہ لینن گراڈ کا عکس ہے۔اس پر قاسم انصاری کا الگ سے فارسی مقدمہ بھی ہے۔
- کشف المحجوب*، علی بن عثمان ہجویری، مقدمہ، تصحیح و تعلیقات محمود عابدی، ناشر: سروش، تہران، طبع اول ۱۳۸۳ش، یہ اشاعت ویانا کے شاہی کتب خانے کے مخطوطہ شمارہ ۳۳۴ پر مبنی ہے اور مزید چند نسخوں سے

بھی مدد لی گئی ہے۔ مرتب نے بہت عمدہ مقدمہ، تعلیقات اور اشاریوں کا اہتمام کیا ہے۔ کشف المحجوب کی اب تک کی اشاعتوں میں سے مرجح ہے۔

گلزار ابرار فی سیر الاخیار، محمد حسن بن موسی غوثی شطاری ماندوی

-گلزار ابرار فی سیر الاخیار (در شرح احوال عرفا و مشایخ ہند)* ، محمد حسن بن موسی غوثی شطاری ماندوی، با مقدمہ و تصحیح یوسف بیگ باباپور، ناشر: موزہ و مرکز اسناد مجلس شورای اسلامی، و انتشارات سفیر اردہال، تہران، ۱۳۹۱ش/۲۰۱۲ء، یہ صرف برّصغیر کے مشایخ کا علمی تذکرہ ہے۔ مصنف ۱۰۱۰ھ تا ۱۰۲۱ھ اس کی تصنیف میں مصروف رہے۔ یہ اشاعت دو قلمی نسخوں اور ایک مطبوعہ پر مبنی ہے۔ قلمی سالار جنگ میوزیم حیدرآباد دکن (شمارہ ۸۶۰)، گنج بخش اسلام آباد (شمارہ ۱۲۷۹۹) اور مطبوعہ مرتبہ ڈاکٹر محمد ذکی، خدابخش لائبریری، پٹنہ، طبع اول ۱۹۹۴ء طبع دوم ۲۰۰۱ء۔ مطبوعہ کے بارے میں ایرانی مرتب کا کہنا ہے: "اغلاطی در متن وارد شده که چشمگیر است" (ص پنجاہ و سہ) یعنی اس میں نمایاں اغلاط ہیں۔ ایرانی مرتب کے اپنے مقدمے میں کئی اغلاط ہیں۔ سیر الاولیا کے مصنف کا نام میر خورد گی؟ فوائد الفواد کے مصنف کا نام حسن سجزی کی بجائے حسین سجزی، سیر العارفین کے مصنف کا نام شیخ جمالی کی جگہ شیخ جمال، سلسلۃ العارفین کے مصنف مولانا محمد قاضی کا نام مولانا محمد قانعی، تکملہ کو تکلمہ لکھا ہے (ص پنجاہ و دو)۔ کچھ تاریخی کتابوں کے مصنفین کے نام بھی ادل بدل کر دیے ہیں۔ طبقات ناصری کو ضیاالدین برنی (بجائے منہاج سراج) اور تاریخ فیروز شاہی کو محمد بہاء مغانی (بجائے ضیاالدین برنی) کی تصنیف لکھا ہے (ص پنجاہ و سہ)۔ مرتب نے آخر میں چند اشاریوں کا اہتمام کیا ہے۔

مخبر الواصلین، ابوعبداللہ محمد فاضل مدعو بہ مظہر الحق ترمذی اکبرآبادی

-مخبر الواصلین*، محمد فاضل ترمذی اکبرآبادی، تصحیح و تحقیق مہرداد اکبری، ناشر: انتشارات ابوالحسنی، قم، ۱۳۹۷ش/۲۰۱۸ء؛ کتاب کا نام تاریخی ہے جس سے سال تصنیف ۱۰۶۰ھ برآمد ہوتا ہے۔ یہ خلفا، صحابہ، آئمہ، اولیا اور مصنف کے خاندان کے صلحا کا منظوم تذکرہ ہے۔ جس میں ان کی وفات کے لیے مادہ ہاے تاریخ وفات کا اہتمام کیا ہے۔ مرتب نے دو قلمی نسخوں اور ایک مطبوعہ نسخے سے استفادہ کیا ہے۔ ایک قلمی نسخہ آستان قدس رضوی مشہد شمارہ ۳۱۶۴۷؛ ایک مکتوبہ ۱۱۶۷ھ جس کے بارے میں نہیں بتایا گیا کہ کہاں ہے۔ مرتب نے مطبوعہ نسخہ دہلی ۱۲۴۹ھ بتایا ہے جب کہ یہ کلکتہ کا چھپا ہوا ہے۔ اس کتاب کی دو اور ہندوستانی اشاعتیں بھی ہیں، ایک ۱۲۶۵ھ لکھنو اور دوسری ۱۳۸۵ھ دہلی۔ ایرانی اشاعت کے آخر میں تعلیقات اور اشاریے تو ہیں لیکن کسی ایک اشاریے کی بھی متن کے صفحات کے ساتھ مطابقت نہیں ہے۔

منتخب التواریخ، عبدالقادر بدایونی

منتخب التواریخ*، عبدالقادر بن ملوک شاہ بداؤنی، بہ تصحیح مولوی احمد علی صاحب، با مقدمہ و اضافات توفیق ھ سبحانی، ناشر: انجمن آثار و مفاخر فرہنگی، تہران، ۱۳۷۹ش/۲۰۰۲ء، یہ دراصل منتخب التواریخ کی کلکتہ اشاعت ۶۹-۱۸۶۴ء مرتبہ منشی احمد علی، کبیر الدین احمد، ولیم ناسو لیس، جلد سوم پر مبنی ہے جو مشائخ، فضلا، اطبا، شعرا کے حالات پر مشتمل ہے۔ ایرانی مرتب یا ناشر نے سرورق پر کسی جلد شمار کا اظہار نہیں کیا ہے اور اسے محض منتخب التواریخ نام سے شائع کیا ہے۔ سرورق پر ایرانی مرتب کی طرف سے ''با مقدمہ و اضافات'' سے مراد چار صفحات کا تعارفی مقدمہ و آخر میں ہندی یا اردو الفاظ کی فارسی فرہنگ ہے۔ نیز اشاریوں کا اضافہ کیا ہے۔

مفتاح التواریخ، طامس ولیم بیل (Thomas William Beal)

مفتاح التواریخ*، توماس ویلیام بیل، تصحیح و تحقیق مہرداد اکبری، ناشر: انتشارات ابوالحسنی، قم، ۱۳۹۸ش/۲۰۱۹ء، ۲ جلد؛ انگریز مصنف ہندوستان میں رہا ہے اور ۱۸۷۵ء میں آگرہ میں وفات پائی ہے۔ یہ کتاب ۱۲۶۴ء (۱۸۴۸ء) میں تصنیف ہوئی۔ اس کی اولین اشاعت ۱۸۴۸ میں مطبع مطلع الاخبار آگرہ میں شروع ہوئی اور فروری ۱۸۴۹ء میں مطبع اسعد الاخبار آگرہ میں ختم ہوئی۔ دوسری اشاعت مطبع نول کشور کانپور میں ۱۲۸۴ھ (۱۸۶۸ء) میں ہوئی۔ کتاب میں صحابہ، خلفا، اولیا، سلاطین، شعرا اور دیگر کئی لوگوں کے حالات اور قطعات تاریخ وفات ہیں۔ بعض قطعات تاریخ دوسری مناسبتوں سے بھی ہیں۔ ایرانی مرتب نے نول کشوری اشاعت (۱۲۸۴ھ) کو نقل کیا ہے اور بقول ان کے ادبی اور تاریخی متون سے واقعات کی مطابقت کی ہے۔ آخر میں تعلیقات ہیں لیکن اشاریہ نہیں ہے۔

علما کے تذکرے:

آئینہ حق نما، تلامذۂ سید دلدار علی نقوی

آئینہ حق نما، تالیف برخی از شاگردان غفران مآب بہ سال ۱۲۳۱ھ، بہ ہمراہ نہ رسالہ و مکتوب دیگر، تحقیق و تدوین علی فاضلی، ناشر: موسسہ کتاب شناسی شیعہ، قم، یہ ہندوستانی شیعہ عالم سید دلدار علی نقوی نصیر آبادی غفران مآب (م: ۱۲۳۵ھ) کا تذکرہ ہے جو ان کے بعض شاگردوں کا لکھا ہوا ہے۔

تاریخ اجتماعی-فکری شیعہ اثنا عشری در ہند، سید اطہر عباس رضوی

یہ مصنف (۱۹۲۱-۱۹۹۴ء) کی دو جلدوں میں انگریزی کتاب *A Socio-intellectual history of the Isna 'Ashari shi'is in India* (مطبوعہ اسٹریلیا و دہلی، ۱۹۸۶ء) کا فارسی ترجمہ ہے۔

- تاریخ اجتماعی - فکری شیعه اثناعشری در هند، مترجمین: منصور معتمدی و عبدالحسین بینش، ناشر: پژوهشگاه علوم و فرهنگ اسلامی، قم، ۱۳۹۷ش /۲۰۱۸ء

تذکرۃ العلماء المحققین فی آثار الفقها والمحدثین، دیکھیے: ورثۃ الانبیا

تذکرہ علمائے امامیہ پاکستان، سید حسین عارف نقوی

تذکرہ علمای امامیه پاکستان**، سید حسین عارف نقوی، ترجمہ محمد ہاشم،، ناشر: بنیاد پژوهش های اسلامی آستان قدس رضوی، مشهد، ۱۳۷۰ش/۱۹۹۱ء، یہ پاکستانی مصنف سید حسین عارف نقوی (۱۹۴۲-۲۰۱۲ء) کی اسی نام سے اردو کتاب (مطبوعہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۸۴ء) کا فارسی ترجمہ ہے جس میں معاصر پاکستانی شیعہ رجال کا تذکرہ ہے۔ آخر میں اشاریوں کا اہتمام ہے۔

تذکرہ علمائے کشمیر، سید محسن حسینی کشمیری

تذکرہ علمای کشمیر**، سید محسن حسینی کشمیری؛ بہ کوشش یوسف بیگ باباپور، ناشر: سفیر اردہال، تہران، ۱۳۹۲ش۔ یہ مصنف کی اردو کتاب دانشنامه شیعیان کشمیر** مطبوعہ مرکز احیاء آثار برصغیر، کراچی ۲۰۱۱ھ کی پہلی جلد سے کشمیری شیعہ علما کے حالات کا ترجمہ اور انتخاب ہے۔ اصل اردو کتاب میں ۲۳۶ شخصیات کا ذکر ہے۔ فارسی ترجمے میں قدیم زمانے سے لے کر چودھویں صدی ہجری تک کی ۱۵۳ شخصیات کا انتخاب کیا گیا ہے اور معاصر یا پندرھویں صدی کی شخصیات کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ مترجم کے نام کی سرورق پر صراحت نہیں ہے۔ مرتب کے دیباچے سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ جلیلہ شہیدی نے ترجمے میں ان کی مدد کی (ص ۱۲)۔ کتاب اشاریے کے بغیر ہے۔

تذکرہ علمائے ہند، محمد عبدالشکور معروف بہ رحمان علی

تذکرہ علمای ہند (تحفۃ الفضلا فی تراجم الکملا)* ، محمد عبدالشکور ریوانی معروف بہ رحمان علی صاحب بن شیر علی احمد آبادی، بہ کوشش یوسف بیگ باباپور، ناشر: مجمع ذخائر اسلامی، چاپ اول، ۱۳۹۱ش/۲۰۱۲ء، یہ مطبوعہ مطبع منشی نول کشور، لکھنو، جمادی الاولی ۱۳۱۲ھ مطابق نومبر ۱۸۹۴ء پر مبنی ہے۔ مرتب کا کہنا ہے: "تا امروز حداقل در ایران متن منقح چاپی [کذا: چاپی] از آن سراغ نداریم... لذا نشر مجدد آن محسوس بود" (ص ۱۱) چونکہ آج تک کم از کم ایران میں اس متن کی تنقیح شدہ طباعت عمل میں نہیں آئی تھی لہٰذا اس کی تجدید اشاعت کی ضرورت تھی۔ ایرانی اشاعت ہندوستانی اشاعت کا محض چربہ اور ٹائپ کی صورت ہے کیوں کہ مرتب نے نہ تو تعلیقات لکھی ہیں نہ اشاریے بنائے ہیں۔ وہ محمد ایوب قادری کے مرتبہ و مترجمہ تذکرۂ علمائے ہند سے بھی بے خبر ہیں جو پاکستان

ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی نے پہلی بار ۱۹۶۱ء اور دوسری بار ۲۰۰۳ء میں شائع کیا تھا۔ مرتب کی طرف سے مختصر دیباچہ اور آخر میں فہرست تراجم دی ہے۔ ٹائپ کی کئی اغلاط نظر آئی ہیں۔ ممبر کو نسل کو ممرّ کونسل، جوبلی کو جیوبلی (ص ۳۲۲)، مجی کو مجھی، رمضان ممی کو رمضان مھیمی اور قصبہ مہم کو مھیم (ص ۳۲۴) لکھا ہے۔ مرتب نے سرورق پر مصنف کی مکانی نسبت احمد آبادی جلی قلم سے لکھی ہے جو اگرچہ درست ہے کیونکہ مصنف نارہ مشہور بہ احمد آباد میں پیدا ہوئے تھے لیکن یہ گجرات کا معروف احمد آباد نہیں بلکہ ضلع الہ آباد کا قصبہ ہے۔

تذکرہ علمائے ہند و پاکستان، سید سعید اختر رضوی

تذکرہ علمای ہند و پاکستان**، سید سعید اختر رضوی، ترجمہ و اضافات ذوالفقار علی، ناشر: منشور سمیر، تہران، ۱۳۹۷ش/۲۰۱۸ء، برصغیر کے شیعہ علما کے تذکرے پر مشتمل ہندوستانی مصنف (۱۹۲۷-۲۰۰۲) کی اردو کتاب خورشید خاور کا فارسی ترجمہ مع اضافات ہے۔ اس میں الفبائی ترتیب سے ۳۷۶ علما کا ذکر ہوا ہے۔

خورشید خاور، دیکھیے: تذکرہ علمای ہند و پاکستان

شیعہ در ہند، سید اطہر عباس رضوی

یہ مصنف (۱۹۲۱-۱۹۹۴ء) کی دو جلدوں میں انگریزی کتاب *A Socio-intellectual history of the Isna 'Ashari shi'is in India* (مطبوعہ ۱۹۸۶ء) کا فارسی ترجمہ ہے۔

- شیعہ در ہند**، ناشر: دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ، قم، ۱۳۷۶ش، یہ صرف پہلی جلد کا ترجمہ ہے۔ کتاب کے سرورق پر بطور مترجم "دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ قم، مرکز مطالعات و تحقیقات اسلامی - واحد ترجمہ" درج ہے۔ اس ترجمے کی اغلاط اور نواقص پر منصور معتمدی نے جب مقالہ لکھا[۱۴] تو مترجمین اور ناشر نے دوسری جلد کا ترجمہ روک دیا اور شائع نہیں کیا۔ بعد میں خود منصور معتمدی نے دونوں جلدوں کا ترجمہ کیا جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

مطلع انوار، سید مرتضی حسین صدر الافاضل

مطلع انوار (احوال دانشوران شیعۂ پاکستان و ہند)**، سید مرتضی حسین صدر الافاضل، ترجمۂ محمد ہاشم، ناشر: بنیاد پژوہش ہای اسلامی آستان قدس رضوی، مشہد، ۱۳۷۴ش/۱۹۹۵ء، یہ پاکستانی مصنف (۱۳۴۱-۱۴۰۷ھ) کی اسی نام سے اردو کتاب کا فارسی ترجمہ ہے جس میں برصغیر کے طبقات شیعہ کا ذکر ہوا ہے۔ مترجم نے مصنف کے حواشی اور وزن سے خارج عربی فارسی اشعار کو حذف کر دیا ہے: "در ترجمہ آن نیز سعی شدہ است کہ از حواشی و

شروح زاید و مفصل و ملال آور خودداری شود۔ بعضی از اشعار عربی و فارسی مندرج در کتاب کہ بہ نظر ناموزون رسیدہ تاحدامکان حذف یا اصلاح شدہ۔"(ص ۶)

نجوم السماء فی تراجم العلماء، میرزا محمد علی آزاد بن صادق علی کشمیری لکھنوی

-کتاب نجوم السماء فی تراجم العلماء، ناشر: مکتبہ بصیرتی، قم، ۱۳۵۲ش/۱۹۷۴ء، یہ گیارہویں تا تیرہویں صدی ہجری میں شیعہ علما کا تذکرہ ہے جس کی تصنیف ۱۲۸۶ھ میں شروع ہوئی اور مصنف کی وفات (۱۳۰۹ھ) تک جاری رہی۔ یہ مطبع جعفری لکھنو ۱۳۰۳ھ سے چھپا تھا، ایرانی اشاعت اسی کا عکس ہے۔ ابتدا میں آیت اللہ سید شہاب الدین مرعشی کا ایک رسالہ بطور حالات مصنف "نبراس النور والضیاء فی ترجمۃ مؤلف نجوم السماء" درج ہے۔

-مکتبہ بصیرتی، قم ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۵ء، ۲ جلدیں، ایک جلد متن، دوسری جلد آیت اللہ شہاب الدین حسینی مرعشی نجفی کا اس کتاب پر تکملہ ہے۔

-نجوم السماء فی تراجم العلماء (شرح حال علمای شیعہ قرن ہای یازدہم و دوازدہم و سیزدہم ہجری قمری)*، تالیف محمد علی آزاد کشمیری، بہ تصحیح میر ہاشم محدّث، ناشر: شرکت چاپ و نشر بین الملل وابستہ بہ موسسہ انتشارات امیر کبیر، تہران ۱۳۸۲ش/۲۰۰۳ء۔ یہ اشاعت مطبع جعفری، لکھنو ۱۳۰۳ھ پر مبنی ہے۔ مرتب نے حواشی اور اشاریوں کا اہتمام کیا ہے اور مقدمہ لکھا ہے۔

ورثۃ الانبیا، سید احمد نقوی لکھنوی معروف بہ علامہ ہندی

ورثۃ الانبیا، سید احمد نقوی لکھنوی، بہ ہمراہ بخشی از تذکرۃ العلماء المحققین فی آثار الفقہا والمحدثین سید مہدی بن نجف علی حسینی رضوی عظیم آبادی، تصحیح علی فاضلی، ناشر: موسسہ کتاب شناسی شیعہ، قم، ۱۳۸۹ش/۲۰۱۰ء۔ ہندوستان میں سید دلدار علی لکھنوی کے خاندان کے شیعہ علما کا تذکرہ ہے۔

ہندی علما کے تصنیف شدہ شیعہ علما کے کچھ عربی تذکرے بھی ایران اور عراق سے شائع ہوئے ہیں جو اگرچہ ہمارا موضوع نہیں ہیں لیکن ان کا ذکر فائدے سے خالی نہیں ہے۔ جیسے اعجاز حسین کنتوری لکھنوی کی شذور العقیان فی تراجم الاعیان مطبوعہ قم؛ سید علی نقی نقوی کی تراجم مشاہیر علماء الہند مطبوعہ کربلا (عراق)، ۲۰۱۴ء؛ مفتی محمد عباس شوشتری کی اوراق الذہب مطبوعہ قم، ۱۳۹۴ش/۲۰۱۵ء

ایران میں ایسے تذکرے بھی شائع ہوئے ہیں جو اہل ایران نے ایران میں بیٹھ کر بالخصوص برصغیر کے شعرا کے بارے میں تصنیف کیے۔ وہ ہمارے موضوع سے خارج ہیں۔ مثال کے طور پر: شیعیان شکرستان ہند (تذکرہ

شعرا و ادبای شیعی در شبہ قارہ ہند) تالیف و تدوین یوسف بیگ باباپور، باہمکاری مجید صاریان و مروارید رفوگران و پریسا سنجابی، ناشر: منشور سمیر، تہران، ۱۳۹۴ش/۲۰۱۵ء، یہ الفبائی ترتیب سے انسائیکلوپیڈیا طرز پر تدوین ہوا ہے۔ کتاب کے پہلے سو صفحات برصغیر کی سیاسی، سماجی، علمی، روحانی تاریخ پر ہیں۔

اطبا کے تذکرے

قانون ابن سینا، شارحان و مترجمان آن، حکیم سیّد ظلّ الرحمان

قانون ابن سینا، شارحان و مترجمان آن*، تالیف حکیم سید ظل الرحمان، ترجمہ سید عبدالقادر ہاشمی، ناشر: انجمن آثار و مفاخر فرہنگی، تہران، ۱۳۸۳ش/۲۰۰۴ء، یہ مصنف کی اردو تصنیف ''قانون ابن سینا اور اس کے شارحین و مترجمین'' کا فارسی ترجمہ ہے۔ مترجم کتاب اصلاً ہندی ہیں لیکن ایران میں رہتے تھے۔ کتاب پر مصنف اور مترجم کے مقدموں کے علاوہ ایرانی عالم ڈاکٹر مہدی محقق کا ابن سینا اور اس کی القانون فی الطب کے بارے میں عالمانہ مقدمہ ہے۔ ابن سینا کی القانون کے شارحین اور مترجمین کا تذکرہ ہے۔ کتاب بغیر اشاریے کے ہے۔

خوشنویسوں کے تذکرے

تحفة المحبّین، یعقوب بن حسن بن شیخ الملقب بسراج الحسنی الشیرازی

- تحفة المحبّین* تصنیف یعقوب بن حسن سراج شیرازی، بہ اشراف محمد تقی دانش پژوہ، بہ کوشش کرامت رعنا حسینی و ایرج افشار، ناشر: نشر نقطہ، تہران، ۱۳۷۶ش/۱۹۹۷ء: اصول خطاطی اور خوش نویسی کے کچھ روحانی پہلوؤں پر نہایت اہم کتاب ہے۔ اس کا ایرانی مصنف ہندوستان آیا تھا اور یہ کتاب ۸۵۸ھ/۱۴۵۴ء میں محمد آباد، بیدر میں تصنیف ہوئی۔ یہ اشاعت فرانس کے قومی کتب خانہ، پیرس کے قلمی نسخے پر مبنی ہے۔ آخر میں کئی اشاریے ہیں۔

تذکرہ خوشنویسان، غلام محمد ہفت قلمی دہلوی

تذکرہ خوشنویسان*، غلام محمد ہفت قلمی دہلوی، بسعی و اہتمام و تصحیح محمد ہدایت حسین، ناشر: روزنہ، تہران، ۱۳۷۷ش/۱۹۹۸ء، یہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگالہ کلکتہ، ۱۹۱۰ء اشاعت کا ہوبہو عکس ہے۔ حمید رضا قلیچ خانی نے بھی مطبوعہ کلکتہ اور برٹش لائبریری کے ایک مخطوطے کی بنیاد پر اس کا تنقیدی ایڈیشن تیار کیا ہے جو ابھی طبع نہیں ہوا۔ قلیچ خانی نے جہانگیر اور شاہ جہان عہد کے نامور خطاط محمد حسین کشمیری کا تذکرہ بھی تصنیف اور شائع کیا ہے (تہران، ۱۳۹۲ش)۔

حیات خوشنویسان، محمد حسین بن حسن بن سعید علوی شیرین رقم

تذکرہ حیات خوشنویسان از محمد حسین علوی بہ پیوست احوال خطاطان از محمد بختاور خان*، تصحیح و توضیح حمید رضا قلیچ خانی،، ناشر: کتابخانہ، موزہ و مرکز اسناد مجلس شورای اسلامی، تہران، ۱۳۹۲ش/۲۰۱۳ء، یہ خوشنویسوں کا عمومی منظوم تذکرہ ہے جو ۱۲۷۷ھ/ ۱۸۶۰ء میں تصنیف ہوا۔ اس اشاعت کی بنیاد سالار جنگ میوزیم حیدرآباد کا قلمی نسخہ شمارہ ۱۴۳۴ مکتوبہ ۱۳۰۵ھ ہے۔ دوسرے حصے میں بختاور خان کی تصنیف مرآت العالم سے خوشنویسوں کا تذکرہ شامل کیا گیا ہے۔ مرآت العالم کی یہ تلخیص مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء اور مخطوطہ سالار جنگ میوزیم شمارہ ۳ر ۶۰۰ پر مبنی ہے۔ آخر میں خطاطی کے نمونے اور اشاریے ہیں۔

حوالہ جات:

۱۔ دیکھیے سٹوری کی کتاب پرشین لٹریچر، مطبوعہ لندن، جلد ۱، حصہ ۲، احمد منزوی کی فہرستوارہ کتاب ہای فارسی، مطبوعہ تہران، جلد ۱۳ اور عارف نوشاہی کی کتابشناسی آثار فارسی چاپ شدہ در شبہ قارہ، مطبوعہ تہران، جلد ۱، ان میں مطبوعہ اور مخطوطہ تذکروں کے کچھ کوائف درج ہیں۔

۲۔ اس سندی مقالے کی پی ڈی ایف راقم السطور کے پاس ہے۔

۳۔ خانبابا مشار نے فہرست کتاب ہای چاپی فارسی (مطبوعہ بسرمایہ مولف، تہران، بہمن ۱۳۵۰ش/۱۹۷۱ء، ج ۱، ص ۶۲۰؛ طبع دیگر بسرمایہ بنگاہ ترجمہ و نشر کتاب، تہران، ۱۳۵۲ش/۱۹۷۳ء، ج ۱، ص ۱۵۴ یہاں کتاب کا نام "ایران صغیر یا تاریخ ادبیات فارسی در کشمیر" چھپا ہے) میں صرف دوسرے ایڈیشن کا ذکر کیا ہے اور یہی انٹرنیٹ پر دستیاب ہے۔

۴۔ مذکر احباب تالیف سید حسن خواجہ نقیب الاشراف نثاری بخاری اگرچہ یہ ہندوستانی تذکرہ نہیں ہے لیکن اس کی اولین اشاعت حیدرآباد دکن ۱۹۶۹ء سے ہوئی تھی اور میرا تبصرہ ایرانی اشاعت بہ تصحیح و تعلیقات نجیب مایل ہروی، نشر مرکز، تہران، ۱۳۷۷ش پر ہے جو مقالات عارف، مطبوعہ تہران، ۲۰۰۲ء جلد یکم میں شامل ہے۔ دیگر تبصروں کا ذکر اسی مضمون میں اپنے اپنے مقام پر ہوا ہے۔

۵۔ اس اشاعت پر راقم السطور کا تبصرہ ملاحظہ ہو: "تذکرہ آفتاب عالمتاب (ایرانی اشاعت ۲۰۱۴ء پر ایک نظر)"، معارف، اعظم گڑھ، جلد ۱۹۹، شمارہ ۲، فروری ۲۰۱۷ء، ص ۱۳۶-۱۵۴؛ اسی مضمون کا فارسی ترجمہ از شیوا امیر ہدایی، "انتقاد مشفقانہ و نہ مغرضانہ: نقدی بر تصحیح و چاپ تذکرہ آفتاب عالمتاب"، ادبیات و ہنر، تہران، سال ۲، شمارہ ۶، تابستان ۱۳۹۸ش، ص ۱۲۱-۱۳۶

۶۔ ملاحظہ ہو: "خازن الشعرا: اٹھارہویں۔انیسویں صدی میں ہندوستانی و ایرانی علما و شعرا کا ایک تذکرہ" معیار، شعبہ اردو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، جلد ۱، شمارہ ۱، جنوری۔جون ۲۰۰۹ء، ص ۱۱۶۔۹۳

۷۔ ڈاکٹر سید کلیم اصغر صاحب نے راقم السطور کو ذاتی طور پر بتایا کہ انھوں نے اس دفتر پر جو مقدمہ لکھ کر ناشر کو دیا تھا، ناشر نے بوقت اشاعت اس میں کافی کاٹ چھانٹ کی ہے جس سے بعض باتیں ادھوری چھپ گئی ہیں۔

۸۔ خانبابا مشار، فہرست کتاب ہای چاپی فارسی، تہران، طبع مولف، دی ماہ ۱۳۵۲ش/۱۹۷۴ء، ج ۲، ص ۳۲۷۶-۳۲۷۷؛ تہران، طبع دیگر بنگاہ ترجمہ و نشر کتاب، تہران، ۱۳۵۲ش/۱۹۷۴ء، ص ۲۱۵۰

۹۔ مآثر رحیمی میں مذکور شعرا کی فہرست کے لیے ملاحظہ ہو: عمر کمال الدین کاکوروی، "فہرست شاعران مآثر رحیمی"، خدابخش لائبریری جرنل، پٹنہ، شمارہ ۱۲۶، دسمبر ۲۰۰۱ء، ص ۲۷۔۵۱، مضمون نگار نے محنت کر کے ہر شاعر کے بارے میں دیگر مآخذ کی نشان دہی بھی کر دی ہے۔

۱۰۔ لطائف نامہ ڈاکٹر سید محمد عبداللہ نے بھی مرتب کیا تھا جو اورینٹل کالج میگزین، لاہور، اگست ۱۹۳۱ تا فروری ۱۹۳۳ کے شماروں میں بالاقساط چھپا۔

۱۱۔ مطربی کی ایک اور تصنیف تذکرۃ الشعرا*، بکوشش اصغر جانفدا، مقدمہ، تحشیہ و تعلیقات علی رفیعی علامرودشتی ناشر: میراث مکتوب، تہران، طبع اول ۱۳۷۷ش/۱۹۹۹ء؛ طبع دوم ۱۳۸۲ش/۲۰۰۴ء شائع ہو چکی ہے۔ یہ ماوراءالنہری شاعروں کا تذکرہ ہے اور سمرقند میں تصنیف ہوا ہے۔

۱۲۔ کتاب کے مصنف اصلاً ہندوستانی تھے اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے وابستہ رہے۔ بعد میں اسٹریلیا چلے گئے اور وہاں کا پاسپورٹ حاصل کر لیا۔ ۱۹۹۴ء میں وہ تہران آئے اور زیارت کے لیے مشہد گئے ہوئے تھے کہ اچانک وفات پا گئے اور وہیں دفن ہوئے۔

۱۳۔ دیکھیے: نشر دانش، تہران، سال نوزدہم، شمارہ ۳، شمارہ مسلسل ۱۰۲، پاییز ۱۳۸۱ش/ ۲۰۰۲ء، ص ۷۶-۷۷

۱۴۔ دیکھیے ماہ نامہ، آینہ پژوہش، قم، شمارہ ۴۷، سال ۱۳۷۶ش، ص ۲۲-۲۸

Abstract

This article focuses on the Tazkiras (biographical and literary timeline), published in Iran from 1935 to 2021, and based on Persian works written or compiled here in the Subcontinent. This article is intended for the readers of Urdu to know the works of Tazkiras published in Iran which remain unnoticed even among the Persian scholars of this part of the world. Those who are willing to see details of such works and their critical appreciations can refer Tazkira navisi farsi dar Hind wa Pakistan by Dr. Ali Raza Naqvi. Tazkira writing is the rich and centuries-old tradition in India, Pakistan and Bangladesh. This form of writing entails many aspects such as the lives of sufis, ulemas (scholars), poets, nobles, calligraphers, physicians and women.

Keywords: Persian Tazkira writing in subcontinent, Tazkira printing in Iran based on subcontinent works, Persian literature of subcontinent, critical study of Takiras edited by Iranian scholars